حدیث شریعت کادوسرا ماخذ ہے: ہمارے حنفی دیوبندی صاحبان کاجواب دعوی،اپنے ہی مسلک کے علماء کی تصریحات کے خلاف ہے،علمائے دیوبند کی تصریحات کی روسے مذکورہ جواب دعوی انکار حدیث کا حامل ہے۔اس دعوی میں حدیث کو سنت سے جدا ایک شئ قرار دے کر اسے ماخذ شرعیہ میں شمار نہیں کیا!	
كتاب الميزان – عبد الوهاب الشعراني – عالم الكتب لمحات من تاريخ السنة وعلوم الحديث للأستاذ أبو غدة ص 32 ، 33 ودخل عليه مرة رجل من أهل الكوفة والحديث يُقرأ عنده، فقال الرجل : دعونا من هذه الأحاديث، فزجره الإمام أشدّ الزجر، وقال له : لولا السُّنّة ما فهم أحد منا القرآن. امام ابو حنیفہ کے پاس ایک مرتبہ اہل کوفہ میں سے ایک آدمی آیا،اور امام ابو حنیفہ کے پاس حدیث پڑھی جارہی تھی،تو اس آدمی نے کہا کہ ان حدیثوں کو چھوڑ دو،امام ابو حنیفہ نے اسے خوب ڈانٹا،اور اس آدمی سے کہا:اگر سنت نہ ہوتو ہم سے کوئی قرآن نہ سمجھتا۔ مجلد 01 صفحه 207 كتاب الميزان – عبد الوهاب الشعراني – عالم الكتب http://www.mediafire.com/view/pu76ayoz2kqb2d6/01_KitabulMeezan.pdf	01
بہشتی زیور۔اشرف علی تھانوی "قرآن وحدیث کے حکم پر چلنا" فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے اس وقت جو شخص میرے طریقے کو تھامے رہے اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں،اگر تم ان کو تھامے رہو گے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔ایک تو اللہ کی کتاب یعنی "قرآن" دوسری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی "حدیث"۔ صفحہ 384 بہشتی زیور۔اشرف علی تھانوی ۔اسلامی بک سروس صفحہ 317 بہشتی زیور۔اشرف علی تھانوی ۔توصیف پبلی کیشنز لاہور http://www.mediafire.com/view/hrnua0ydhqatkkh/02_BahashtiZewar.pdf	02
نبراس شرح عقائد – عبدالعزیز پڑھاروی صفحه 31 وترك الاشعري مذهبه واستشتغل هو من تبعه كابي الحسن الباهلي والقاضي وابي بكر الباقلاني والامام الحرمين والامام الرازي بأبطال رأي المعتزلة واثبات ما ورد به السنة أي الحديث ومضى عليه الجماعة أي السلف أو الصحابي خاصة بقرنية مامر والمال واحد فسمّوا به اهل السنة والجماعة أي اهل الحديث واتباع الصحابة ويسمون الاشعرية والاشاعرة واكثر المتكلمين من اهل السنة مذهبهم اور اشعری نے ان کے مذہب کو چھوڑ دیا اور اس مذہب کے ساتھ مشتغل ہوئے جیسا کہ ابی الحسن باہلی، قاضی ابی بکر باقلانی،امام الحرمین اور امام الرازی	03

نے معتزلہ کی رائے کے ابطال میں کیااور اس کے اثبات میں جو سنت یعنی حدیث میں وارد ہوا ہے،اور جو اس سے پہلے جماعت یعنی سلف یاأو الصحابي خاصة بقرنية مامر والمال واحد لهٰذا انہیں اہل سنت والجماعت یعنی اہل حدیث اور صحابہ کے متبع کہا جاتا ہے،اور وہ اشعریہ اور اشاعرہ کہلائے،اہل سنت کے اکثر متکلمین انہیں کے مذہب سے ہیں۔ صفحه 30 النبراس على شرح عقائد – محمد عبد العزيز الفرهاري – مكتبه رشيديه كوئته http://www.mediafire.com/view/eo223t6cl262yym/03_AlNabras.pdf	
حجیت حدیث وسنت-حبیب الرحمن اعظمی ماہنامہ دارالعلوم ، شمارہ 8 ، جلد: 94 شعبان - رمضان 1431 ھ مطابق اگست 2010 ء کتاب وسنت یعنی قرآن وحدیث ہمارے دین ومذہب کی اولین اساس وبنیاد ہیں، پھر ان میں کتاب الٰہی اصل اصول ہے اور احادیث رسول اس کی تبیان و تفسیر ہیں۔ ---- ---- نیز رسول خدا علیہ الصلوٰۃ السلام کا ارشاد ہے: الا انی اُوتیت الكتاب ومثله معه الا يوشِكُ رجلٌ شَبعَانُ على اريكته يقول: عليكم بهذا القرآن، فما وجدتم فيه من حلال فاحلّوه، وما وجدتم فيه من حرام فحرّموه، الا لا يحلّ لكم الحمار الاهلي، ولا ذی ناب من السبع، ولا كل ذي مِخلب من الطير'' الحديث (رواه ابوداوٗد في السنن في كتاب السنة والاطعمة) بغور سنو! مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن دیا گیا ہے،اور قرآن کے ساتھ قرآن ہی جیسی (یعنی حدیث وسنت بھی) دی گئی ہے، خبردار رہو! قریب ہے کہ کوئی آسودہ حال شخص اپنی آراستہ سیج پر بیٹھا کہے گا،اسی قرآن کو لازم پکڑو پس جو چیز اس میں از قبیل حلال پاؤ اسے حلال جانو،اور جو اس میں از قبیل حرام پاؤ اسے حرام جانو، خبردار تمہارے لئے گھریلو گدھا حلال نہیں ہے اور نہ ہی شکاری درندہ اور نہ ہی شکاری پرندہ حلال ہے (حالانکہ صراحت سے ان جانوروں کے حرام ہونے کا ذکر قرآن میں نہیں ہے) اس حدیث سے درج ذیل امور معلوم ہوئے: (الف) قرآن ہی کی طرح احادیث بھی منجانب اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہیں، (ب) قرآن کی طرح احادیث بھی احکام میں حجت ہیں، (ج) اور قرآن ہی کی طرح ان کی اتباع اور ان پر عمل لازم ہے۔ ---- ---- غرضیکہ علماء حق کا یہی جادۂ متوارثہ ہے۔اپنے تمام اساتذہ کو بھی اسی موقف پر پایا،اور اب تک اس موضوع پر جن کتابوں کے مطالعہ کی توفیق ملی وہ تقریباً ایک درجن سے زائد ہیں ان میں صرف فرقہ قرآنیہ کے بعض مصنّفین کی دو ایک کتابوں کے علاوہ سب میں قابل قبول قوی دلائل کے ساتھ حجیت حدیث کے مذہب منصور کا اثبات اور تائید و توثیق کی گئی ہے۔ بایں ہمہ ایک ہم عصر مشہور فاضل نے جو اپنی وسیع علمی خدمات کی بناء پر اوساط علمیہ میں اعتبار واستحسان کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اپنی ایک تحریر میں اس بارے میں میرے علم کے مطابق سب سے الگ ایک جدید نقطۂ نظر پیش کیا ہے جو انھیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ ''حدیث اور سنت میں فرق (ہے) اور حجت سنت ہے حدیث نہیں'' زیر نظر تحریر میں اسی نقطۂ نظر کا اپنے علم و فہم کے مطابق جائزہ لیا گیا ہے۔واللّٰه هو الملهم الصواب والسداد، وعليه التكلان والاعتماد.	04

۳- ماہر لغت ابن المنظور متوفی ۷۱۱ھ اپنی گرانقدر تصنیف ''لسان العرب'' میں لکھتے ہیں:

وقد تكرر في الحديث ذكر السنة وما تصرّف منها، والأصل فيه الطريقة، والسيرة، واذا اطلقت في الشرع فانما يراد بها ما أمر به النبي صلى اللّه عليه وسلم ونهى عنه وندب اليه قولاً وفعلاً مما لم ينطق به الكتاب العزيز ولهذا يقال في أدلة الشرع الكتاب والسنة أي القرآن والحديث (فصل السين حرف النون، ج:۱۷،ص:۸۹)

سنت اور اس کے مشتقات کا ذکر حدیث میں بار بار آیا ہے، اس کا اصل معنی طریقہ اور چال چلن کے ہے، اور شرع میں جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ کام لیا جاتا ہے جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، یا جس سے منع کیا، یا جس کی اپنے قول و فعل کے ذریعہ دعوت دی جن کے بارے میں کتاب عزیز نے (صراحت) سے کچھ نہیں کہا ہے، اسی بناء پر دلائل شرعیہ (کے بیان) میں کہا جاتا ہے ''الكتاب والسنة'' یعنی ''قرآن وحدیث''۔

علامہ ابن المنظور کے کلام میں ''ما أمر به النبي صلى اللّه عليه وسلم ونهى عنه'' عام ہے جس میں امر وجوبی، وغیر وجوبی اور نہی تحریمی وغیر تحریمی سب داخل ہوں گی۔

۳- حافظ السخاوی متوفی ۹۰۲ھ نے اپنی نہایت مفید و محققانہ تصنیف ''فتح المغيث بشرح ألفية الحديث للعراقي'' میں سنت کی تعریف یہ کی ہے ''السنن المضافة للنبي صلى اللّه عليه وسلم قولاً له أو فعلاً أو تقريرًا، وكذا وصفًا وأيامًا'' (ج:۱،ص:۱۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب قول، فعل، تقریر، نیز آپ کی صفات و ایام سنت ہیں۔ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے سنت کی تعریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ سے متعلق تاریخ و واقعات کو بھی شامل کیا ہے، الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ انھوں نے یہی تعریف حدیث کی بھی کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث و سنت ان کے نزدیک ایک ہی ہیں۔

محقق ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ نے اصول فقہ میں اپنی مشہور و کثیر الفائدہ تصنیف ''التحرير'' میں سنت کی تعریف یہ کی ہے: ''وفي الاصول قوله عليه السلام وفعله و تقريره وفي فقه الحنفية: ما واظب على فعله مع ترك بلا عذر ليلزم كونه بلا وجوب، وما لم يواظبه مندوب ومستحب'' (التقرير والتحبير شرح التحرير، ج:۲، ص:۲۲۳)

سنت اصول فقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں، اور فقہ حنفی میں جس فعل پر آپ نے مواظبت فرمائی ہے بغیر عذر کے کبھی کبھار ترک کے ساتھ (ترک بلا عذر کی قید اس لئے ہے) تاکہ لازم ہو جائے کہ اس فعل پر ہیشگی بطور وجوب کے نہیں تھی (کیونکہ بلا عذر ترکِ فعل کی واجب میں رخصت و اجازت نہیں)

حبیب الرحمن اعظمی کا فیصلہ:

اس تعریف کا صاف مطلب یہ ہے کہ فقہائے اصول جب فقہ کے ادلہ اَربعہ کے ضمن میں سنت کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے کرتے ہیں تو یہی سنت ان کے نزدیک مسائل کے لئے دلیل و حجت ہوتی ہے اور عبادات کے مراتب کی تعیین کے وقت

	بالخصوص فقہائے احناف فرض وواجب کے بعد اور نفل سے پہلے جب لفظ سنت کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تعریف ما واظب علی فعله الخ یا الطريقة المسلوكه في الدين سے کرتے ہیں تو اس سنت کا ان کے نزدیک احکام شرعی کی حجت و دلیل ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ بلکہ یہ تو اس حکم شرعی کا عرفی نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مع المواظبة بترك ما سے ثابت ہوا ہے۔ http://www.mediafire.com/view/obdh8imt1s84on9/04_DarululoomDeoband.pdf
05	انکار حدیث کے نتائج—یوسف لدھیانوی اسلامی دستور کا دوسرا ماخذ احادیث نبوی ہیں قرآن کریم نے صاف صاف یہ اعلان بھی کر دیا کہ انبیاء کرام علیہ السلام کو صرف اسی مقصد کے لئے بھیجا جاتا ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انکار اور آپ کے ارشادات سے سرتابی کرنا گویا انکار رسالت کے ہم معنی ہے۔ اس طرح آپ کی اطاعت کے منکرین انکار رسالت کے مرتکب ہیں۔ -------- -------- جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن تو حجت ہے مگر حدیث حجت نہیں ہے ان ظالموں کو کون بتلائے کہ جس طرح ایمان کے معاملہ میں خدا اور رسول کے درمیان تفریق نہیں ہو سکتی کہ ایک کو مانا جائے۔ اور دوسرے کو نہ مانا جائے۔ ٹھیک اسی طرح کلام اللہ اور کلام رسول کے درمیان بھی اس تفریق کی گنجائش نہیں۔ کہ ایک کو واجب الاطاعت مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے۔ ایک کو تسلیم کر لیجئے تو دوسرے کو بہر صورت تسلیم کرنا ہو گا اور ان میں سے ایک کا انکار کر دینے سے دوسرے کا انکار آپ سے آپ ہو جائے گا۔ صفحہ 17 – 18 انکار حدیث کے نتائج – محمد یوسف لدھیانوی—المیزان لاہور http://www.mediafire.com/view/5483qx885fw8mz6/05_Yousuf_Ludhiyanwi.pdf
06	علم حدیث کا قرآنی معیار—مولانا محمد طیب (مہتمّ دار لعلوم دیوبند)—ادارۂ اسلامیات لاہور اور اس طرح کہ اس دین کی دو ہی اصلیں ہیں جو مصدر شریعہ اور دین کا سر چشمہ ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول۔ یوں اس دین کی دو اصلیں اور بھی ہیں جن کا نام اجماع اور قیاس ہے جو بلاشبہ واجب الاطاعۃ ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم نے امت پر تین ہی اطاعتیں فرض بھی فرمائی ہیں۔ اطاعت خدا، اطاعت رسول، اور اطاعت اولی الامر یعنی راسخین فی العلم کے اجتہادی نظائر کی اطاعت، یا اس قسم کے ہم قرن اہل رسوخ کی اجماع کردہ شئے کی اطاعت جو یقیناً حجت شرعی ہے۔ یہ قیاس اور اجماع کی دونوں اصلیں باوجود حجت شرعیہ ہونے کے تشریعی نہیں بلکہ تفریعی ہیں جو مستقل بالحجۃ نہیں۔ جب تک کہ ان کا رجوع کتاب وسنت کی طرف نہ ہو کیونکہ ما يجمع عليه (جس پر اجماع کیا جائے) وہی معتبر ہو سکتا ہے جس پر پہلے سے کوئی دلیل کتاب وسنت سے قائم ہو ورنہ مجرد میل و محض ہوئی سے کسی چیز پر جمع ہو جانا اجماع نہیں درحالیکہ امت میں ایسا اجماع جو گمراہی پر ہو، ہو بھی نہیں سکتا۔ اسی طرح قیاس کی مقیس (یعنی قیاسی جزیہ) وہی معتبر ہو سکتا ہے جس کا مقیس علیہ (جس پر قیاس کیا جائے) کتاب وسنت میں موجود ہو اور اس مقیس اور مقیس علیہ میں کوئی رشتہ جامعیت بھی ہو جو منصوص کے حکم کو غیر منصوص میں منتقل کر دے پس ان کی تشریعی حیثیت خود اصل نہیں بلکہ کتاب وسنت کے تابع ہے، کتاب وسنت میں موجود ہو اور مقیس اور مقیس علیہ میں کوئی رشتہ جامعیت بھی ہو جو منصوص کے حکم کو غیر منصوص میں منتقل کر دے پس ان کی تشریعی حیثیت خود اصل نہیں بلکہ کتاب وسنت کے تابع ہے۔ اس لئے دین کی مستقل حجت اور تشریعی اصلیں دو ہی رہ جاتی ہیں ایک کتاب اللہ دوسرے سنت رسول اللہ۔ گو، بعض علماء نے ایک تیسری چیز اجتہاد نبوت کو بھی جب کوئی حکم منصوص نازل نہ ہوتا اور بعد انتظار آپ

اجتہاد فرماتے تو درصورت صواب بذریعہ وحی یا سکوت رضا آپ کو اس پر مستقر کر دیا جاتا جو حکم سنت کے ہو جاتا ورنہ علی الفور تنبیہ کر کے اس سے ہٹا دیا جاتا تھا۔اس لئے اس کا مرجع بھی بالآخر وحی ہی نکلی متلو ہو یا غیر متلو یعنی کتاب اللہ یا سنت نبوی اس لئے مستقل حجتیں وہی دو رہتی ہیں۔کتاب اللہ اور سنت اور جب کہ یہی دو اصلیں تشریعی تھیں جو آخر کی دو تفریعی اصولوں سے بالاتر بلکہ ان کی اساس تھیں تو قرآن کریم نے جس طرح چاروں اصلوں کو وجوب اطاعت میں جمع فرما دیا تھا، جس طرف ابھی اشارہ گذرا، اسی طرح اکثر مواقع پر صرف ان دو اصلوں کو وجوب اتباع میں جمع فرمایا ہے گویا نفس حجیت میں قرآن و حدیث کو مساوی اور متوازی شمار کیا ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّـهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے عمل کو باطل مت کرو۔

اور کہیں فرمایا۔

وَأَطِيعُوا اللَّـهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا

اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ڈرتے رہو۔

کہیں ارشاد ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّـهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ

اے ایمان والو اجابت کرو اللہ کے حکم کی اور رسول کے حکم کی جب کہ وہ تمہیں بلائیں۔

کہیں فرمایا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّـهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

اور کسی مومن اور مومنہ کے لئے اختیار، نہیں رہتا (کہ مانیں یا نہ مانیں) جب اللہ و رسول کی طرف سے کسی امر میں حکم آجائے۔

ان آیات سے کلام خدا، اور کلام رسول کا مستقلاً حجت شرعیہ ہونا واضح ہے کہ حجت قرآن کے ساتھ ساتھ حجیت حدیث کی بھی روشن دلیل ہے لیکن ان دونوں اصلوں میں باوجود دونوں کے حجت مستقلہ ہونے کے باہم ایک فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ کتاب حجۃ قاطع ہے اور حدیث سوائے متواتر کے حجت ظنی ہے کیوں کہ حدیث غیر متواتر کا ثبوت اس درجہ کا نہیں جس درجہ کا قرآن حکیم ہے اس لئے جو درجہ ان کے ثبوت کا ہے وہی درجہ ان ان کی حجیت کا بھی ہے

صفحہ 15 – 18 علم حدیث کا قرآنی معیار – مولانا محمد طیب (مہتمّ دار لعلوم دیوبند) – ادارۂ اسلامیات لاہور

http://www.mediafire.com/view/9tynocazobkt31i/06_MuhammadTayyab01.pdf

07

علم حدیث کا قرآنی معیار–مولانا محمد طیب (مہتمّ دار لعلوم دیوبند)–ادارۂ اسلامیات لاہور

حدیث بحثیت مستقل

بہر حال جس قدر بھی حدیثی احکام ہیں وہ درحقیقۃ قرآن ہی سے ماخوذ اور اسی کا بیان ہیں البتہ ان کی خاص نوعیت کی وجہ سے ان میں دو جہتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ایک جہت تابع قرآن ہونے کی ہے سو اس جہت سے اس کا نام بیان قرآن ہو گا۔گو اس بیان اور قرآن کا درمیانی واسطہ دقیق ہو اور بغیر عمیق علم کے ہر ایک پر نہ کھلے دوسری جہت اس کی تشریع احکام کی ہے اس کی رو سے حدیث ایک مستقل مصدر تشریع اور شریعت کی حجت مستقلہ ثابت ہو گی اس لئے جن نصوص سے حدیث کا بیان ہونا واضح ہوتا ہے ان سے تو حدیث کی تابعیت اور فرعیت کی شان نمایاں کی گئی ہے اور جن نصوص سے حدیث کی تابعیت اور فرعیت کی شان نمایاں کی گئی ہے اور جن نصوص سے حدیث مصدر تشریع ثابت ہوتی ہے ان سے اس کے حکام کو مثل احکام قرآن بتلا کر حدیث کا قرآن کے مماثل حجت شرعیہ ہونا واضح کیا گیا ہے جیسے حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

أَلا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ،

خبردار رہو کہ مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل بھی دیا گیا ہے،

اور فرمایا گیا۔

وَإِنَّمَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ

اور تحقیق رسول اللہ نے بعض چیزیں حرام کی ہیں جیسے اللہ نے حرام کیں۔

اس سے تشریعی طور پر حدیث کی استقلالی شان واضح کی گئی ہے رہا یہ پہلو کہ بعجے وہ احکام جو احادیث میں ہیں اور قرآن میں نہیں کیسے مقدام بن معدی کرب کی حدیث میں آپ نے حجت حدیث اور اس کی مستقل تشریعی شان کو نمایاں کرتے ہوئے فرمایا کہ حمار اہلی کی حرمت قرآن میں نہیں اسے رسول اللہ نے حرام کیا ہے یا درندوں کے گوشت کی حرمت کلام اللہ میں نہیں کلام رسول میں ہے وغیرہ وغیرہ جن سے حدیث کی نہ سرف مستقل شان تشریع ہی قرآن سے الگ ہو کر ثابت ہوتی ہے بلکہ بظاہر بعض احکام کا قرآن سے علاقہ بھی ثابت نہیں ہوتا جو بظاہر حدیث کے بیان قرآن ہونے کے منافی اور دعوی کے خلاف ہے جس میں تمام احادیث کے بیان قرآن ہونے کا ادعی کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ یہ روایت اور یہ احکام حدیث بھی بیان قرآن ہونے سے نہیں نکل سکتے کیونکہ اس قسم کی روایات کے احکام گو جزوی طور پر خاص آیت پر نظر نہ پڑیں مگر وہ کلی طور پر آیت کت ذیل کے بیان ثابت ہوں گے جسے قرآن نے ایک مستقل اصول کی حیثیت سے بیان فرمادیا ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا

جو رسول لا کر دیں اس کو لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ

بہر حال حدیث کی دو جہتیں ثابت ہوتی ہیں، ایک بیان قرآن ہونے کی جو اس کے تفریعی ہونے کی دلیل ہے، اور ایک اس کے مستقل حجت ہونے کی جو مخفی رشتہ سے گو بیان قرآن بھی ہو مگر جلی طور پر وہ حکم رسول اور حکم حدیث ہے جو حجیت میں اس کے مماثل قرآن ہونے کی جہت ہے۔ اس لئے حدیث میں ان دو پہلوؤں کے لحاظ سے دو شانیں پیدا ہو جاتی ہیں، ایک اصل ہونے کی اور ایک فروع ہونے کی، سو وہ قرآن کے لحاظ سے تو فرع مانی جاوے گی کہ وہ اس کا بیان ہے اور تابع اصل ہوتا ہے اور اجتہادی فقہوں کے لحاظ سے اصل مانی جاوے گی۔ کہ احکام اس سے ماخوذ بھی ہیں اور اس سے شرح شدہ بھی ہیں۔ اس طرح، حدیث ایک برزخ کبریٰ ثابت ہوئی جو قرآن سے علم لیتی ہے اور فقہ کو دیتی ہے۔ اگر حدیث درمیان میں نہ ہو تو فقہ کا کوئی جوڑ براہ راست قرآن سے نہیں لگ سکتا، اور مفہوم بھی نہیں ہو سکتا۔

صفحہ 33 – 37 علم حدیث کا قرآنی معیار – مولانا محمد طیب (مہتمّ دارلعلوم دیوبند) – ادارۂ اسلامیات لاہور
http://www.mediafire.com/view/oc4z479eyn5uxvy/07_MuhammadTayyab02.pdf

08 فتنہ انکار حدیث اور اسکا پس منظر – عاشق الہی شہربلندی—ادارۂ اسلامیات لاہور

منکر حدیث اٹکل پچو بہت سی جاہلانہ باتیں کرتے ہیں۔ ان باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فلانی بات قرآن میں نہیں ہے لہٰذا دین میں نہیں اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے دین میں شامل فرمانا ہوتا تو اس کا حکم بھی نازل فرما دیتا۔ کیا اللہ کو حکم نازل کرنے کی قدرت نہیں تھی؟ اس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ کی زبانی کیوں دلوایا؟

ان جاہلوں کو اپنے خیال میں قرآن سے عقیدت ہے لیکن قرآن کے نازل فرمانے والے اپنے اعتراضات کا نشانہ بنانے میں ذرا بھی بال محسوس نہیں کرتے وہ خالق و مالک ہے، اسے سب کچھ اختیار ہے۔ اگر اس نے کتاب نازل فرما کر رسول صلی اللہ کے ذمہ اس کی تشریح و تفسیر عائد فرمادی اور بہت سے احکام آپ کی زبانی بیان کروا دیئے تو اس سے ناگواری کیوں؟

صفحہ 20 فتنہ انکار حدیث اور اسکا پس منظر – عاشق الہی شہربلندی – ادارۂ اسلامیات لاہور

http://www.mediafire.com/view/5kgxx5a88aim1v1/08_AashiqIlahi01.pdf	
فتنہ انکار حدیث اور اسکا پس منظر – عاشق الٰہی شہربلندی–ادارۂ اسلامیات لاہور عن المقدام معديكرب الكندي رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قَالَ يُوشِكُ الرَّجُلُ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِي ، فَيَقُولُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ، فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ ، وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ ، أَلا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ ،سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایسا ہوگا کہ ایک شخص اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اس سے میری حدیث بیان کی جائے گی تو کہے گا۔ کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس میں جو ہم حلال پائیں گے اسے حلال مانیں گے اور اس میں جو حرام بتایا گیا ہے اسے ہم حرام سمجھیں گے (یہ فرما کر آنحضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ) خبردار جس چیز کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے وہ انہیں چیزوں کی طرح حرام ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ http://library.islamweb.net/hadith/hadithServices.php?type=1&cid=715&sid=1686 صفحہ 32 – 34 فتنہ انکار حدیث اور اسکا پس منظر – عاشق الٰہی شہربلندی – ادارۂ اسلامیات لاہور http://www.mediafire.com/view/m7a472kac4c7c4l/09_AashiqIlahi02.pdf	09
قرآن وحدیث کے خلاف ہونے کی صورت میں بھی امام کی تقلید واجب آپ اپنے اس اصول کا ثبوت پہلے قرآن سے دیں اور اگر قرآن سے نہ ملے تو اس بات کا اعلان کر کے کہ اپ کے پاس قرآن سے اس اصول کی کوئی دلیل نہیں، پھر حدیث سے اور اگر حدیث سے بھی آپ کو نہ ملے تو اس بات کا اعلان کر کے کہ آپ کے پاس حدیث سے کوئی دلیل نہیں، پھر اجماع سے اس کا ثبوت پیش کریں اور اگر اجماع میں بھی آپ کو اس کا کوئی ثبوت نہ ملے تو اس بات کا اعلان کر کے کہ آپ کے پاس اجماع سے اس کا کوئی ثبوت نہیں پھر آپ مجتہد کا قیاس پیش کریں، اور یاد رہے مقلد کا قیاس نہیں، کا قیاس پیش کریں اور اس قیاس کا مقیس علیہ اور علت بھی بیان کریں۔ اس ترتیب کا خیال رکھنا اپ پر لازم ہے، کیونکہ آپ نے اپنے جواب دعوی ترتیب کا دعوی کیا ہے۔	
الكتاب : أصول الكرخي تأليف:أبو الحسن عبيد الله بن الحسين بن دلال بن دلهم الكرخي (340هــ) بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ الْأُصُوْلُ الَّتِيْ عَلَيْهَا مَدَارُ كُتُبِ أَصْحَابِنَا مِنْ جِهَةِ الْإِمَامِ الْعَالِمِ الْعَلَّامَةِ أَبِي الْحَسَنِ الْكَرْخِيِّ ---- ---- فقہ حنفیہ کے تین بنیادی اصول: 28–الْأَصْلُ: أَنَّ كُلَّ آيَةٍ تُخَالِفُ قَوْلَ أَصْحَابِنَا فَإِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى النَّسْخِ أَوْ عَلَى التَّرْجِيْحِ.وَالْأَوْلَى أَنْ تُحْمَلَ عَلَى التَّأْوِيْلِ مِنْ جِهَةِ التَّوْفِيْقِ. ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے مخالف آجائے اسکو منسوخ ہونے پر محمول کیا جائے گا یا پھر اسکو مرجوح سمجھا جائے گا (یعنی فقہا احناف قول کو ترجیح دینگے) اور بہتر یہ ہے کہ اسکو تاویل پر محمول کیا جائے (یعنی قرآن کی آیت کی تاویل کر لی جائے) تاکہ دونوں میں تطبیق ہو جائے۔	10

	29-الْأَصْلُ: أَنَّ كُلَّ خَبَرٍ يَجِيْءُ بِخِلَافِ قَوْلِ أَصْحَابِنَا فَإِنَّهُ يُحْمَلُ عَلَى النَّسْخِ أَوْ عَلَى أَنَّهُ مُعَارَضٌ بِمِثْلِهِ ثُمَّ يُصَارُ إِلَى دَلِيْلٍ آخَرَ أَوْ تَرْجِيْحٍ فِيْهِ بِمَا يَحْتَجُّ بِهِ أَصْحَابُنَا مِنْ وُجُوْهِ التَّرْجِيْحِ أَوْ يُحْمَلُ عَلَى التَّوْفِيْقِ وَإِنَّمَا يُفْعَلُ ذَلِكَ عَلَى حَسْبِ قِيَامِ الدَّلِيْلِ فَإِنْ قَامَتْ دَلَالَةُ النَّسْخِ يُحْمَلُ عَلَيْهِ وَإِنْ قَامَتِ الدَّلَالَةُ عَلَى غَيْرِهِ صِرْنَا إِلَيْهِ. ہر وہ خبر (حدیث) جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہوگی اس کو منسوخ ہونے پر محمول کیا جائے گا یا اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اس کے معارض (مخالف) اسی طرح کی کوئی دوسری خبر (حدیث) ہے (مگر وہ حدیث ہے کہاں! سر من رائی کے غار میں بارہویں امام کے پاس!!)۔ پھر ہم دوسری دلیل کی طرف جائیں گے یا اس میں ترجیح کے اسباب سے ہمارے اصحاب کے اختیار کردہ قول کی دلیل کو ترجیح دیں گے یا پھر دونوں حدیث میں تطبیق وتوفیق کا راستہ اختیار کیا جائے گا، اور بیشک یہ دلیل کے حساب سے کیا جائے گا، اگر نسخ پر دلیل قائم ہوتی ہے تو اس کو منسوخ پر محمول کریں گے اور اگر نسخ کے علاوہ پر دلیل قائم ہوتی ہے تو ہم اس طرف چلے جائیں گے۔ 30-الْأَصْلُ: أَنَّ الْحَدِيْثَ إِذَا وَرَدَ عَنِ الصَّحَابِيِّ مُخَالِفًا لِقَوْلِ أَصْحَابِنَا فَإِنْ كَانَ لَا يَصِحُّ فِي الْأَصْلِ كُفِيْنَا مُؤْنَةَ جَوَابِهِ وَإِنْ كَانَ صَحِيْحًا فِيْ مَوْرِدِهِ فَقَدْ سَبَقَ ذِكْرُ أَقْسَامِهِ إِلَّا أَنَّ أَحْسَنَ الْوُجُوْهِ وَأَبْعَدَهَا عَنِ الشُّبَهِ أَنَّه إِذَا وَرَدَ حَدِيْثُ الصَّحَابِيِّ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِ الْإِجْمَاعِ أَنْ يُحْمَلَ عَلَى التَّأْوِيْلِ أَوْ الْمُعَارَضَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَحَابِيٍّ مِثْلِهِ. (حوالہ01) صفحه 169 – 171 محلق بتأسيس النظر – عبيد الله بن عمر أبو زيد الدبوسي – مكتبة الكليات الأزهرية صفحه 84 – 85 محلق بتأسيس النظر – عبيد الله بن عمر أبو زيد الدبوسي – مكتبة الخانجي بالقاهرة صفحه 373 – 374 محلق كنز الوصول إلى معرفة الأصول - أصول البزدوي - مع اصول الكرخى - فخر الإسلام علي بن محمد البزدوي الحنفي – مير محمد كتب خانه كراتشي http://www.mediafire.com/view/56sd6m56ni00i9b/10_UsoolALKarkhi.pdf
11	الاتباع – صدر الدين محمد بن علاء الدين عليّ بن محمد ابن أبي العز الحنفي، (المتوفى: 792هـ) وَقد إنحرف فِي شَأْن أبي حنيفَة رَحمَه الله طَائِفَتَانِ: فطائفة قد غلبت فِي تَقْلِيده فَلم تتْرك لَهُ قولا وأنزلوه منزلَة الرَّسُول صلى الله عَلَيْهِ وَسلم. وَإِن أورد عَلَيْهِم نَص مُخَالف قَوْله تأولوه على غير تَأْوِيله ليدفعوه عَنْهُم. وَلم يكن أَصْحَابه مَعَه كَذَلِك بل رجعُوا عَن كثير مِمَّا كَانُوا قلدوه فِيهِ لما ظهر لَهُم فِيهِ الدَّلِيل على خلاف قَوْله اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی شان میں دو گروہوں نے انحراف کیا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جس نے ان کی تقلید میں غلو کیا، اور ان کے قول کو نہیں چھوڑا، اور امام ابو حنفیہ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بٹھا دیا ہے۔ اور جب ان کے پاس امام ابو حنیفہ کے قول کے خلاف نص آتی، تو امام ابو حنیفہ کے دفاع کے لئے، اس کی دور دراز تاویل کرتے ہیں، جو اس کی تاویل نہیں۔ اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ایسے نہیں تھے، بلکہ انہوں نے اکثر امام ابو حنیفہ کی تقلید سے رجوع کیا، جب ان پر امام ابو حنیفہ کے قول کے خلاف دلیل ظاہر ہو گئی، ----- ----- وَلم يثبت أَن أحدهمَا تأهل للِاجْتِهَاد قبل صَاحبه وعَلى تَقْدِير ثُبُوته لَا يلْزم مِنْهُ جَوَاز التَّقْلِيد لوَاحِد مِنْهُمَا دون الآخر فضلا عَن الْوُجُوب بل الْوَاجِب فِي مسَائِل النزاع الرَّد إِلَى الله وَالرَّسُول قَالَ الله سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى { فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّـهِ وَالرَّسُول } النِّسَاء 59 وَالرَّدّ إِلَى الله إِلَى كِتَابه وَالرَّدّ إِلَى الرَّسُول الرَّد إِلَيْهِ فِي حَيَاته وَإِلَى سنته بعد وَفَاته. وَأهل التَّقْلِيد لَا يَفْعَلُونَ ذَلِك بل يَأْخُذ أحدهم بِمَا يجد فِي كتب أَصْحَاب ذَلِك الإِمَام الَّذِي قَلّدهُ وَلَا يلْتَفت إِلَى قَول من خَالفه، كَائِنا من كَانَ وَنَصّ ذَلِك الإِمَام والكتب عِنْده بمَنْزِلَة نَص الشَّارِع. وَكَثِيرًا مَا يكون ذَلِك النَّص من كَلَام بعض الْأَصْحَاب فِي

الْفَتَاوَى وَلم يكن لذَلِك الإِمَام فِي تِلْكَ الْمَسْأَلَة قَول مَنْقُول. اور کسی اہل اہل اجتہاد سے اس کا ثبوت نہیں،اور نہ ہیں ان میں سے کسی سے تقلید کے جواز کا ثبوت ہے، کجا یہ کہ اس کے وجوب کا، بلکہ یہ واجب ہے تنازع مسائل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹایا جائے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿پھر اگر آپس میں کوئی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو﴾ اور اللہ طرف لوٹانا م اس کی کتاب کی طرف لوٹانا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کی حیات میں، اور ان کی وفات کے بعد ان کی سنت کی طرف لوٹانا ہے۔ اور اہل تقلید ایسا نہیں کرتے، بلکہ وہ جس امام کی تقلید کرتے ہیں اس کے اصحاب کی کتب سے اخذ کرتے ہیں، اور اس کے مخالف قول کی طرف التفات بھی نہیں کرتے، چاہے وہ کچھ بھی ہو، اور اس امام کی نص اور کتب ان کے نزدیک شارع کی نص کی منزلت پر ہے، اور اکثر یہ نص بعض اصحاب کے فتاوی میں ہوتی ہے، لیکن اس امام کی ان مسائل میں قول بھی منقول نہیں ہوتے۔ صفحه 30 - 31 الاتباع - ابن أبي العز الحنفي - عالم الكتب بيروت صفحه 30 - 31 الاتباع - ابن أبي العز الحنفي - المكتبة السلفية، لاهور http://www.mediafire.com/view/z9q5eu1ehwevbvu/11_AlItibaa.pdf	
التقرير للترمذي — شيخ الهند محمود حسن ديوبندي — الطاف ايند سنز (المتوفى 1339هــ الموافق 1920م) فالحاصل أن مسئلة الخيار من مهمات المسائل، وخالف أبو حنيفة فيه الجمهور، وكثيرا من الناس من المتقدمين، والمتأخرين صنفوا رسائل في ترديد مذهبه في هذه المسئلة، ورجح مولانا الشاه ولي الله المحدث الدهلوي قدس سره في رسائل مذهب الشافعي من جهة الأحاديث والنصوص، وكذلك قال شيخنا مدظله، يترجح مذهبه، وقال: الحق والإنصاف أن الترجيح للشافعي في هذه المسئلة، ونحن مقلدون، يجب علينا تقليد إمامنا أبي حنيفة، والله أعلم. پس اس کا حاصل (بحث کا خلاصہ) یہ ہے کہ مسئلہ خیار مہمات المسائل میں سے ہے، اور امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ میں جمہور کی مخالفت کی ہے، اور متقدمین ومتاخرین میں سے بہت سے لوگوں نے امام ابو حنیفہ کے مسئلہ کی تردید میں رسائل لکھے ہیں، اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے رسائل میں امام شافعی کے مذہب کو احادیث ونصوص کی وجہ سے راجح قرار دیا ہے، اور اسی طرح ہمارے شیخ مدظلہ (محمود حسن دیوبندی) نے بھی کہا کہ ترجیح امام شافعی کے مذہب کو ہے، اور کہا کہ حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کو ترجیح ہے، اور ہم مقلد ہیں، ہم پر ہمارے امام ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہے، واللہ اعلم۔ مجلد 01 صفحه 84 التقرير للترمذي — شيخ الهند محمود حسن ديوبندي — الطاف ايند سنز مجلد 01 صفحه 49 التقرير للترمذي — شيخ الهند محمود حسن ديوبندي — مكتبه رحمانيه مجلد 01 صفحه 35 - 36 التقرير للترمذي — شيخ الهند محمود حسن ديوبندي — قديمي كتب خانه http://www.mediafire.com/view/dbdt01foxpuy29b/12_TaqreerTirmizi.pdf	12
حدیث کو قرآن پر پیش کر کے خلاف قرآن پا کر رد کرنا ایک موضوع حدیث اور ایک بلا سند روایت کی بنیاد پر صحابہ پر نفاق کا شک کرتے ہوئے اپنے زعم میں ان کی روایت کو قرآن کے خلاف قرار دے کر رد کرنے کے اصول کا ثبوت اسی طرح پہلے قرآن سے دیں اور اگر قرآن سے نہ ملے تو اس بات کا اعلان کر کے کہ اپ کے پاس قرآن سے اس اصول کی کوئی دلیل نہیں، پھر حدیث سے اور اگر حدیث سے بھی آپ کو نہ ملے تو اس بات کا اعلان کر کے کہ آپ کے پاس حدیث سے کوئی دلیل نہیں، پھر اجماع سے اس کا ثبوت پیش کریں اور اگر اجماع میں بھی آپ کو اس کا کوئی ثبوت نہ ملے تو اس بات کا اعلان کر کے کہ آپ کے پاس اجماع سے اس کا کوئی ثبوت نہیں پھر آپ مجتہد کا قیاس پیش کریں، اور یاد رہے مقلد کا قیاس نہیں، اور اس قیاس کا مقیس علیہ اور علت بھی بیان کریں۔ اس ترتیب کا التزام آپ پر لازم	

ہے، کیونکہ آپ نے اپنے جواب دعوی ترتیب کا دعوی کیا ہے۔	
أصول الشاشي – نظام الدين أبو علي أحمد بن محمد بن إسحاق الشاشي (المتوفى: 344هـــ) قُلْنَا شَرط الْعَمَل بِخَبَر الْوَاحِد أَن لَا يكون مُخَالفا للْكتاب وَالسّنة الْمَشْهُورَة وَأَن لَا يكون مُخَالفا للظَّاهِر قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام (تَكْثُرُ لَكُمْ الْأَحَادِيثُ بَعْدِي فَإِذَا رُوِيَ لَكُمْ عَنِّي حَدِيثٌ فَاعْرِضُوهُ عَلَى كِتَابِ اللّهِ تَعَالَى فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللّهِ تَعَالَى فَاقْبَلُوهُ وَمَا خَالَفَهُ فَرَدُّوهُ) وَتَحْقِيق ذَلِك فِيمَا رُوِيَ عَن عَليّ بن أبي طَالب أَنه قَالَ كَانَت الرواة على ثَلَاثَة أَقسَام 1 – مُؤمن مخلص صحب رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَعرف معنى كَلَامه 2 – وأعرابي جَاءَ من قَبيلَة فَسمع بعض مَا سمع وَلم يعرف حَقِيقَة كَلَام رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَرجع إِلَى قبيلته فروى بِغَيْر لفظ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَتغير الْمَعْنى وَهُوَ يظنّ أَن الْمَعْنى لَا يتَفَاوَت 3 – ومنافق لم يعرف نفَاقه فروى مَا لم يسمع وافترى فَسمع مِنْهُ أنَاس فظنوه مُؤمنا مخلصا فرووا ذَلِك واشتهر بَين النَّاس فَلهَذَا الْمَعْنى وَجب عرض الْخَبَر على الْكتاب وَالسّنة الْمَشْهُورَة صفحه 175 – 176 أصول الشاشي وبهامشه عمدة الحواشي – دار الكتب العلمية بيروت صفحه 181 – 182 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – مكتبة البشرى كراتشي صفحه 201 – 203 أصول الشاشي تحقيق محمد أكرم ندوي – دار الغرب الإسلامي بيروت صفحه 76 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – قديمي كتب خانة كراتشي http://www.mediafire.com/view/5jedcocmaffh7sz/13_UsoolAshshashi-Shak-e-Nifaq.pdf صفحہ 103 - 104 اُصول الشاشی کا مستند اردو ترجمہ – محمد مشتاق انبیھٹوی – مکتبۃُ العلم لاہور اور بوجہ اختلاف حال راویوں کے علماءِ حنفیہ نے خبر آحاد پر عمل کرنے کی یہ شرط ہے کہ وہ خبر واحد کتاب اور سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو اور ظاہر کے مخالف بھی نہ ہو کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ﴿تَكْثُرُ لَكُمْ الْأَحَادِيثُ بَعْدِي فَإِذَا رُوِيَ لَكُمْ عَنِّي حَدِيثٌ فَاعْرِضُوهُ عَلَى كِتَابِ اللّهِ تَعَالَى فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللّهِ تَعَالَى فَاقْبَلُوهُ وَمَا خَالَفَهُ فَرَدُّوهُ﴾. وہ یعنی میرے بعد بہت حدیثیں میری طرف سے تمہارے پاس پہنچیں گی۔ جب کوئی حدیث میری طرف سے تمہارے پاس روایت کی جائے، اس کو کتاب اللہ کے سامنے پیش کرو، موافق ہو تو قبول کرو اور اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اس کو رد کردو۔ تحقیق اس کی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہوا کہ راویوں کی تین اقسام ہیں۔ مومن مخلص جو حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پاک کو سمجھا۔ دوم اعرابی کہ اپنے قبیلہ سے آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کلام کو سنا مگر اس کی حقیقت کو نہ پہنچا پھر اپنے قبیلہ کی طرف لوٹ گیا اور اُن الفاظ میں حدیث کو روایت کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہیں نکلے تھے۔ مگر پس معنی بدل گئے اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ خیال کرتے ہیں کہ معنی نہیں بدلے۔ تیسری قسم وہ منافق ہے جس کا نفاق ظاہر نہیں ہوا، اُس نے بغیر سنے روایت کر دیا اور افتراء باندھا اس سے اور لوگوں نے سنا اور اس کو مؤمن مخلص سمجھا۔ اسی طرح روایت در روایت وہ حدیث لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ اس واسطے لازم ہوا کہ حدیث کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کیا جائے۔ http://www.mediafire.com/view/tyfdc8tdc9b7c9d/13_01_UsoolAshshashi-Shak-e-Nifaq_MustanadTarjuma.pdf	13

صفحہ 307 - 308 اجمل الحواشی علی اُصولُ الشاشی – جمیل احمد سکروڈھوی – دار الاشاعت کراچی

ترجمہ :۔۔۔۔۔اور راویوں کے احوال مختلف ہونے کے اعتبار سے ہم نے کہا کہ خبر واحد پر عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اور سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہارے پاس احادیث زیادہ آئیں گی، جب تمہارے سامنے مجھ سے کوئی حدیث روایت کی جائے تو اس کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو موافق ہو اس کو قبول کرو اور جو مخالف ہو اس کو رد کر دو۔

ترجمہ :۔۔۔۔۔اور راویوں کے اختلاف اور خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کی تحقیق اس میں ہے جو علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ راوی تین قسم پر ہیں، مؤمن مخلص جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہو اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معنی سمجھتے ہوں اور اعرابی جو کسی قبیلہ سے آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا پھر قبیلہ کی طرف لوٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظوں کے علاوہ کے ساتھ روایت کیا پس معنی بدل گئے اور خیال کرتا ہے کہ معنی متفاوت نہیں ہوئے۔اور منافق جس کا نفاق معلوم نہیں پس اس نے بغیر سنی ہوئی بات روایت کی اور جھوٹ بولا پھر اس سے لوگوں نے سنا اور اس کو مؤمن مخلص خیال کیا پس اس کو روایت کر دیا اور وہ روایت لوگوں کے درمیان مشہور ہو گئی پس اسی معنی کی وجہ سے خبر کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہوا۔

http://www.mediafire.com/view/rftz4v4df2uomu9/13_02_UsoolAshshashi-Shak-e-Nifaq_AjmalulHawashi.pdf

صفحہ 347 اجودُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – محمد اصغر علی – مکتبہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاون فیصل آباد

اور راویوں کے احوال مختلف ہونے کے اعتبار سے ہم احناف نے کہا ہے کہ خبر واحد پر عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت مشہورہ کے خلاف نہ ہو اور یہ کہ وہ ظاہر حال کے مخالف نہ ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تمہارے پاس احادیث بہت آئیں گی جب تمہارے سامنے مجھ سے کوئی حدیث روایت کی جائے تو تم اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو اس پر عمل کرو اور جو کتاب اللہ کے مخالف ہو اس کو رد کر دو،

اور راویوں کے اختلاف احوال کی تحقیق اس روایت میں ہے جو حضرت علی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ راوی تین قسم پر ہیں، پہلی قسم وہ مخلص مؤمن جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی ہو اور اس نے آپ کے کلام کے معنی کو سمجھا، اور دوسری قسم وہ دیہاتی جو کسی قبیلہ سے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا پھر قبیلہ کی طرف واپس چلا گیا اور سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظوں کے علاوہ کے ساتھ روایت کیا پس معنی بدل گئے اور خیال کرتا ہے کہ معنی تبدیل نہیں ہوئے، اور تیسری قسم وہ منافق جس کا نفاق معلوم نہیں تھا پس اس نے بغیر سنی بات روایت کی اور جھوٹ بولا پھر اس سے کچھ لوگوں نے سنا اور اس کو مخلص مؤمن شمار کیا پس اس کی روایت کر دیا اور وہ روایت لوگوں کے درمیان مشہور ہو گئی پس اس معنی کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہے۔

http://www.mediafire.com/view/79i1k122k11ue98/13_03_UsoolAshshashi-Shak-e-Nifaq_AjwadulHawashi.pdf

صفحہ 443 - 446 نُجُومُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – حسین احمد ہردواری – مکتبہ رحمانیہ لاہور

ترجمہ: اور راویوں کی حالتیں مختلف ہونے کے اعتبار سے ہم نے کہا کہ خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ خبر واحد کتاب اللہ کے اور سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو اور وہ ظاہر کے بھی مخالف نہ ہو، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد تمہارے لئے احدیث کثیر ہو جائیں گی پس جب تمہارے سامنے میری جانب سے منسوب کر کے کوئی حدیث روایت کی جائے تو تم اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو اس کو

<table>
<tr>
<td>
قبول کرلواور جو مخالف ہواس کورد کردو۔
اوراختلاف رُواۃ کی تحقیق اس قول میں ہے جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیاہے،انہوں نے فرمایاکہ راوی تین قسم پر ہیں
(۱)مومن مخلص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی ہواوراس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معنی ومراد کو سمجھاہو
(۲)اور وہ اعرابی جو کسی قبیلہ سے آیااوراس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے کلام کا بعض حصہ جو سن سکا سنا(یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے کچھ سنااور کچھ نہ سنا)اوراس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حقیقی مراد کو نہ سمجھااوراپنے قبیلہ کی طرف لوٹ گیااور وہاں جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (استعمال کردہ)لفظ کے علاوہ سے روایت کردی(یعنی اپنے الفاظ میں)پس معنی متغیر ہوگئےاور وہ یہ خیال کررہاہے کہ معنی نہیں بدلے
(۳)اور منافق کہ جس کا نفاق لوگوں کے سامنے مشہور نہ ہو پس اس نے وہ بات روایت کردی جو اس نے نہیں سنی اوراپنی طرف سے جھوٹ کہہ دیا پس لوگوں نے اس منافق راوی سے وہ بات سنی،اوراس کو مومن مخلص خیال کیا پھراس قول منافق کو دوسروں سے روایت کردیااور وہ قول(روایت منافق)لوگوں کے درمیان مشہور ہوگیا،لہٰذا اسی وجہ(احوال رواۃ کا اختلاف)سے خبر کو کتاب اللہ پراور سنت مشہورہ پر پیش کرناواجب ہے۔
http://www.mediafire.com/view/4m28tv6cnagsp00/13_04_UsoolAshshashi-Shak-e-Nifaq_NujoomulHawashi.pdf

صفحہ 469 - 470 صفوۃ الحواشی شرح اُصولُ الشاشی – عبد الغفار – مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد
ترجمہ:اور راویوں کے احوال مختلف ہونے کے اعتبار سے ہم احناف نے کہاکہ خبر واحد پر عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت مشہورہ کے خلاف نہ ہو،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایامیرے بعد تمہارے سامنے زیادہ احادیث آئیں گی جب تمہارے سامنے میری حدیث روایت کی جائے توتم اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کروپس جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہواس کو قبول کرلواور جو کتاب اللہ کے مخالف ہواس کورد کردو۔
اور راویوں کے اختلاف احوال کی تحقیق اس روایت میں ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایاکہ احادیث کے راوی تین قسم پر ہیں پہلی قسم وہ مخلص مؤمن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہااور آپ کے کلام کے معنی کو سمجھااور دوسری قسم وہ دیہاتی جو کسی قبیلے سے آیااور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنااور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا پھر قبیلے کی طرف واپس چلا گیااور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ کو چھوڑ کر روایت کردیااور معنی تبدیل ہوگیاحالانکہ وہ سمجھ رہاہے کہ معنی تبدیل نہیں ہوتا، اور تیسری قسم وہ منافق جس کا نفاق معلوم نہیں تھاپس اس نے ایسی روایت کی جو اس نے سنی نہیں تھی اور(نبی علیہ السلام پر)بہتان باندھاپھراس سے کچھ لوگوں نے سنااوراس کو مخلص مؤمن خیال کیااوراس حدیث کو روایت کردیااور وہ روایت لوگوں کے درمیان مشہور ہوگئی پس اسی معنی کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرناضروری ہوا۔
http://www.mediafire.com/view/6lub8j9f8eah5a1/13_05_UsoolAshshashi-Shak-e-Nifaq_SifatulHawashi.pdf
</td>
<td></td>
</tr>
<tr>
<td>
وجب عرضُ الخبرِ إلخ: أن يكون راويه أعرابياً غير فقيه أو منافقاً روى ما لم يسمع.
وجب عرضُ الخبرِ إلخ: کیونکہ اس کاراوی اعرابی،غیر فقیہ ہوسکتاہے یامنافق جس نے روایت کی جو نہیں سناتھا۔
صفحه 182 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – محمد بركت الله بن محمد أحمد الله – مكتبة البشرى كراتشي

قوله (وتحقيق ذلك) أي اختلاف الرواة ولزوم العرض على كتاب الله تعالىٰ.
قوله (وجب عرض الخبر على الكتاب) الخ--- لاحتمال أن يكون راويه أعرابياً غير فقيه، أو منافقاً روي ما لم يسمع.
اور یہ قول(وتحقيق ذلك)اختلاف رواۃ اور کتاب اللہ پر پیش کرنے کا لازم ہونا
</td>
<td>14</td>
</tr>
</table>

<table>
<tr>
<td>
اس احتمال کی وجہ کہ اس کا راوی اعرابی، غیر فقیہ ہو سکتا ہے یا منافق جس نے روایت کی جو نہیں سنا تھا۔
صفحه 176 أصول الشاشي وبهامشه عمدة الحواشي – محمد فيض الحسن الكنكوهي – دار الكتب العلمية بيروت
صفحہ 308 اجمل الحواشی علی اُصولُ الشاشی ـ جمیل احمد سکروڈھوی – دارالاشاعت کراچی
ان تینوں اقسام میں سے پہلے راوی کی روایت حجت ہو گئی لیکن دوسرے اور تیسرے راوی کی حجت نہ ہو گی پس اسی راویوں کے حالات کے اختلاف کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہے۔

صفحہ 351 اجوڈالحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی ـ محمد اصغر علی ـ مکتبہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاون فیصل آباد
عہد صحابہ کے راویوں کی تین اقسام
یہاں سے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راویوں کے اختلاف احوال کی وجہ سے بعض روایات مقبول ہوں گی اور بعض مردود، اس کو جاننے کیلئے خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کیا جائے گا اسکا ثبوت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عہد صحابہ کے راویوں کی تین اقسام ہیں۔

ان تینوں اقسام میں پہلے راوی کی روایت حجت ہو گی اور دوسرے اور تیسرے راوی کی روایت قابل حجت نہیں ہو گی، ان راویوں کے حالات کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہم نے کہا کہ خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنا واجب ہے۔

صفحہ 446 نُجُومُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – حسین احمد ہردواری – مکتبہ رحمانیہ لاہور
پس اسی اختلاف رواۃ کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ پر اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنا ضروری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ راوئ حدیث غیر فقیہ اعرابی ہو یا منافق ہو چنانچہ جو خبر واحد کتاب اللہ و سنت مشہورہ کے موافق ہو گی وہ قابل حجت اور لائق عمل ہو گی اور جو مخالف ہو گی وہ رد کر دی جائے گی۔

صفحہ 471 صفوۃالحواشی شرح اُصولُ الشاشی – عبدالغفار ـ مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد
قوله: وتحقيق ذلك الخ ـ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راویوں کے اختلاف احوال کی وجہ سے بعض روایتوں کا مقبول ہونا اور بعض کا مردود ہونا علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں عہد صحابہ کے راویوں کی تین اقسام ہیں۔
ان تین قسم کے راویوں میں سے ظاہر ہے پہلے راوی کی روایت حجت ہو گی اور دوسرے اور تیسرے راوی کی روایت قابل حجت نہیں ہو گی۔
راویوں کے حالات کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہم نے کہا کہ خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہے۔
http://www.mediafire.com/view/q7b98ram00rrzdv/14_UsoolAshshashi-Shak-e-Nifaq_Shuroohat.pdf
</td>
<td></td>
</tr>
<tr>
<td>
فَاعْرِضُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ
صفحہ 104 اُصول الشاشی کا مستند اردو ترجمہ – محمد مشتاق انبیھٹوی – مکتبۃُ العلم لاہور
فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی یزید بن ربیعہ مجہول ہے، لہٰذا یہ حدیث لائق حجت نہیں اور یحییٰ بن معین سے منقول ہے کہ اس حدیث کو زندیقوں نے وضع کیا ہے۔ بعض کتابوں میں غلطی سے یہ لکھا گیا کہ یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے، حالانکہ یہ غلط ہے۔
</td>
<td>15</td>
</tr>
</table>

صفحه 181 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – محمد بركت الله بن محمد أحمد الله – مكتبة البشرى كراتشي

ذكره الفتني في "تذكرة الموضوعات" ص 28، وقال أورده الأصوليون: وقال الخطابي: يدفعه حديث: "اني أوتيت الكتاب وما يعدله" ﴿الشافي: ص 225﴾

اس حدیث کو طاہر پٹنی نے تذکرۃ الموضوعات ص 28 پر ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ اسے اصولیین لائے ہیں، اور خطابی نے کہا، یہ حدیث "اني أوتيت الكتاب وما يعدله" کے خلاف ہے۔

صفحه 176 أصول الشاشي وبهامشه عمدة الحواشي – محمد فيض الحسن الكنكوهي – دار الكتب العلمية بيروت

فأن قلت: قد طعن أهل الحديث وقالو: روي هذا الحديث يزيد بن ربيعة، عن أبي الأشعث عن ثوبان، ويزيد بن ربيعة مجهول ولا يعرف له سماع عن ابي الأشعث فكان منقطعاً فلا يصح الاحتجاج به. والجواب عنه: أن الإمام محمد بن إسماعيل البخاري أورد هذا الحديث في كتابه وهو إمام أهل الحديث فكفى به دليلاً على صحته و لم يلتفت إلى غيره.

میں کہتا ہوں: اہل حدیث نے (اس حدیث پر) طعن کیا ہے اور کہتے ہیں: اس حدیث کو یزید بن ربیعہ نے ابی اشعث سے اور ابی اشعث نے ثوبان سے روایت کیا ہے، اور یزید بن ربیعہ مجہول ہے، اور اس کا سماع ابی اشعث سے معلوم نہیں، لہٰذا یہ منقطع ہے، اس لئے اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں۔ اور ان کے لئے جواب یہ ہے: کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری اس حدیث کو اپنی کتاب میں لائے ہیں، اور وہ اہل حدیث کے امام ہیں، پس یہی اس حدیث کی صحت کے لئے کافی ہے، اور اسے کے علاوہ دوسرے کی طرف التفات کرنے ضرورت نہیں۔

صفحه 202 أصول الشاشي تحقيق محمد أكرم ندوي – دار الغرب الإسلامي بيروت

هذا حديث يورده الأصوليون، وقد أخرج الذهبي ما في معانه في "ميزان الاعتدال" (1: 425 – 426) بإسناد فيه أوعت بن بُزار الهجيمي أحد المتروكين، روي عن أبي هريرة مرفوعاً "إذا حدثتم عني بحديث يوافق الحق فخذوا به. حدثتُ به أو لم أحدث" قال الذهبي: "منكر جداً"، وقد ذهب بعض الصالحين إلى أن الحديث الموضوع إذا صح معانه، كان له اعتبار لأنه يوافق العقل، قال شيخنا عبد الفتاح أبو غدة رحمه الله: "وهذا باطل بالمراة. فأن العمدة في الحديث ثبوته بنقل الثقات عن النبي صلى الله عليه وسلم، وإذا ثبت نقله عنه صلى الله عليه وسلم كان حقا، ولا ريب، لأن الرسول عليه الصلاة والسلام ما ينطق إلا بالحق، وأما إذا كان الكلام في ذاته حقا وال يثبت نقله، فلا يسرغ إضافته إلى الرسول الكريم أبدا، وبقى حديثاً موضوعا لأحد أن ينسب حرفا يستحسنه من كلام إلى الرسول صلى الله عليه وسلم وإن كان ذلك الكلام في نفسه حقا، فان كلّ ما قاله الرسول حق، وليس كل ما هو حق قاله الرسول صلى الله عليه وسلم، فليُتأمّل هذا الموضع فإنه مترلة أقدام. ومضلّة أفهام. انتى من آخر "ذيل الموضوعات" للسيوطي ص 202. (من تعليق الشيخ عبد الفتاح أبو غدة رحمه الله على "ظفر الأماني" ص 466).

تذكرة الموضوعات للفتني

وَفِي رِسَالَة علم الحَدِيث مَا أوردهُ الأصوليون من قَوْله «إِذَا رُوِيَ عَنِّي حَدِيثٌ فَاعْرِضُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ وَافَقَهُ فاقبلوه وَإِن خَالفه فَردُّوهُ» وَقَالَ الْخطابيّ وَضعته الزَّنَادِقَة ويدفعه حَدِيث أَنِّي أويت الْكتاب وَمَا يعدله «ويروى وَمثله مَعَه» وَكَذَا قَالَ الصغاني.

http://www.mediafire.com/view/t0y47j44l5p5649/15_UsoolAshshashi-ArzalHadeethAlaKitabullah_Shuroohat.pdf

16

أصول الشاشي – نظام الدين أبو علي أحمد بن محمد بن إسحاق الشاشي (المتوفى: 344هـ)

وَنَظِير الْعرض على الْكتاب فِي حَدِيث مس الذّكر فِيمَا يرْوى عَنهُ من مس ذكره فَلْيَتَوَضَّأ)

فعرضناه على الْكتاب فَخرج مُخَالفا لقَوْله تَعَالَى {فِيهِ رجال يحبونَ أَن يَتَطَهَّرُوا} فَإِنَّهُم كَانُوا يستنجون بالأحجار ثمَّ يغسلون بِالْمَاءِ

وَلَو كَانَ مس الذّكر حَدثا لَكَانَ هَذَا تنجيسا لَا تَطْهِيرا على الْإِطْلَاق

صفحه 176 – 177 أصول الشاشي وبهامشه عمدة الحواشي – دار الكتب العلمية بيروت

صفحه 182 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – مكتبة البشرى كراتشي

صفحه 203 أصول الشاشي تحقيق محمد أكرم ندوي – دار الغرب الإسلامي بيروت

صفحه 76 – 77 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – قديمي كتب خانة كراتشي

http://www.mediafire.com/view/6if2ceol3n2audi/16_UsoolAshshashi-ManMassaZakara.pdf

صفحہ 104 اُصول الشاشی کا مستند اردو ترجمہ – محمد مشتاق انبیھٹوی – مکتبۃُ العلم لاہور

کتاب اللہ پر پیش کرنے کی مثال یہ حدیث ہے: ﴿ مَنْ مَسَّ الذَّكَرَ فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ جس نے اپنی پیشاب گاہ کو ہاتھ لگایا اس پر وضو کرنا لازم ہوگا۔ جب ہم نے اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کیا تو اس آیت کے مخالف نکلا: ﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ﴾ یعنی مسجد قباء میں وہ لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں۔ یہ اہل قباء جن کی تعریف اس آیت شریفہ میں ہے ڈھیلے سے استنجاء کرکے پھر پانی سے استنجاء کیا کرتے تھے۔ اگر پیشاب گاہ کو ہاتھ لگانا باعث وضوٹوٹنے کے ہوتا تو اس کام یعنی عمل استنجاء بالحجار کو تنجیس کہا جاتا نہ تطہیر مطلقاً۔

صفحہ 309 اجمل الحواشی علی اُصولُ الشاشی – جمیل احمد سکروڈھوی – دار الاشاعت کراچی

ترجمہ: ۔۔۔۔اور کتاب اللہ پر پیش کرنے کی نظیر حدیث مس ذکر میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جس نے اپنا ذکر چھوا وہ وضو کرے پس ہم نے اس کو کتاب اللہ پر پیش کیا تو یہ حدیث باری تعالیٰ کے قول" فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا "کے مخالف نکلی اس لئے کہ وہ لوگ ڈھیلے سے استنجاء کرتے تھے پھر پانی سے دھوتے تھے۔ اگر مس ذکر حدث ہوتا تو استنجاء بالماء ناپاک کرنا ہوتا نہ کہ علی الاطلاق پاک کرنا

صفحہ 352 اجوَدُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – محمد اصغر علی – مکتبہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاون فیصل آباد

ترجمہ: اور خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کی مثال مس ذکر کی اس حدیث میں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے اپنے ذکر کو چھوا تو اس کو چاہئے کہ وہ وضو کرے، ہم نے اسے کتاب اللہ پر پیش کیا تو یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے فرمان" فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا "کے مخالف نکلی، اس لئے کہ وہ ڈھیلے سے استنجا کیا کرتے تھے پھر وہ پانی سے دھوتے تھے، اگر مس ذکر حدث ہوتا تو استنجاء بالماء ناپاک کرنا ہوتا، نہ کہ مطلق طور پر پاک کرنا ہوتا،

صفحہ 446 - 447 نُجُومُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – حسین احمد ہردواری – مکتبہ رحمانیہ لاہور

ترجمہ: اور خبر واحد کے کتاب اللہ پر پیش کرنے کی نظیر مسّ ذکر والی حدیث مین ہے اس حدیث میں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ جو شخص

اپنا عضو تناسل چھوئے تو چاہئے کہ وہ وضو کرے پس ہم نے اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے قول فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا کے مخالف نکلی (مسجد قباء میں کچھ لوگ ایسے ہیں کو کہ خوب پاک ہونے کو پسند کرت ہیں) اس لئے کہ یہ لوگ (اہل مسجد قباء) ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تھے پھر پانی سے دھولیا کرتے تھے، تو مس ذکر حدث ہوتا تو یہ یعنی استنجاء بالماء تجنیس ہوتا (بدن کو نجاست حکمیہ سے ملوث کرنا) نہ کہ مطلقاً تطہیر، صفحہ 472 صفوۃ الحواشی شرح اُصولُ الشاشی – عبد الغفار – مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد ترجمہ: اور (خبر واحد کو) کتاب اللہ پر پیش کرنے کی مثال مس ذکر کی اس حدیث میں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے اپنے ذکر کو چھوا تو اس کو چاہیے کہ وضو کرے پس ہم نے اس کو کتاب اللہ پر پیش کیا تو یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مخالف ہو کر نکلی (ترجمہ) اس مسجد میں ایسے لوگ جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں، اس لئے کہ وہ لوگ پتھروں سے استنجا کیا کرتے تھے پھر وہ پانی سے (اپنی شرم گاہ کو) دھوتے تھے اگر مس ذکر حدث ہوتا تو پانی کے ساتھ استنجا کرنا ناپاک کرنا ہوتا نہ کہ کامل طور پر پاک کرنا ہوتا http://www.mediafire.com/view/q6ka7iazah4hi8d/16_01_UsoolAshshashi-ManMassaZakara_Urdu.pdf	
أصول الشاشي – نظام الدين أبو علي أحمد بن محمد بن إسحاق الشاشي (المتوفى: 344هـــ) أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ خرج مُخَالفا لقَوْله تَعَالَى { فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ } فَإِن الْكتاب يُوجب تَحْقِيق النِّكَاح مِنْهُنَّ صفحه 177 أصول الشاشي وبهامشه عمدة الحواشي – دار الكتب العلمية بيروت صفحه 183 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – مكتبة البشرى كراتشي صفحه 203 – 204 أصول الشاشي تحقيق محمد أكرم ندوي – دار الغرب الإسلامي بيروت صفحه 77 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – قديمي كتب خانة كراتشي http://www.mediafire.com/view/dka49eeessoem7m/17_UsoolAshshashi-LaNikahaIlabiWaliun.pdf صفحہ 104 - 105 اُصول الشاشی کا مستند اردو ترجمہ – محمد مشتاق انبیھٹوی – مکتبۃُ العلم لاہور اسی طرح یہ حدیث: ﴿ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ. ﴾ یعنی جس عورت نے بغیر اجازت اپنے ولی کے نکاح پڑھوالیا وہ نکاح باطل ہے اور ناجائز ہے۔ مخالف ہے اس آیت شریفہ کہ: ﴿ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ ﴾ یعنی نہ روکو عورتوں کو کہ وہ اپنے خاوندوں سے اپنا نکاح پڑھوائیں۔ اس آیت شریفہ سے معلوم ہو گیا کہ نکاح کا اختیار عورتوں کو ہے۔ صفحہ 309 اجمل الحواشی علی اُصولُ الشاشی – جمیل احمد سکروڈھوی – دار الاشاعت کراچی اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے بغیر اذن ولی کے کود نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے یہ حدیث باری تعالی کے قول فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ کے مخالف نکلی اس لئے کہ کتاب اللہ عورتوں سے ثبوت نکاح کو واجب کرتی ہے۔ صفحہ 352 اجوڈ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – محمد اصغر علی – مکتبہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاون فیصل آباد اور اسی طرح حضور صلی اللہ کا ارشاد ہے کہ جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے، باطل ہے، تو یہ حدیث اللہ تعالی کے اس فرمان کے مخالف نکلی، "کہ تم عورتوں کو اس بات سے نہ روکو کہ وہ اپنا نکاح اپنے خاوندوں سے کریں" اس لئے کہ کتاب اللہ ان	17

	عورتوں کی طرف سے نکاح کے پائے جانے کوثابت کرتی ہے، صفحہ 447 نُجُومُ الحواشی اردو شرح اُصُولُ الشاشی – حسین احمد ہردواری – مکتبہ رحمانیہ لاہور اوراسی طرح(حدیث سابق کی طرح) نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کا قول أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا الخ(جو عورت اپنے والی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح از خود کرلے تو اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے)اللہ تعالیٰ کے قول فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ (اولیاء کو خطاب ہے کہ تم ان عورتوں کو اس بات سے نہ روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں) کے مخالف نکلا،اس لئے کہ کتاب اللہ عورتوں کی جانب سے ثبوت نکاح کا ثابت کررہا ہے۔ صفحہ 472 صفوۃ الحواشی شرح اُصُولُ الشاشی – عبد الغفار – مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد اوراسی طرح پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے(ترجمہ) جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے یہ خبر واحد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مخالف ہو کر نکلی(ترجمہ) تم ان عورتوں کو نہ روکو اس بات سے کہ وہ نکاح اپنے خاوندوں سے کریں اس لئے کہ کتاب اللہ ان عورتوں کی طرف سے نکاح کے پائے جانے کو ثابت کرتی ہے۔ http://www.mediafire.com/view/6fpryg5karfbk1n/17_01_UsoolAshshashi-LaNikahaIlabiWaliun_Urdu.pdf
18	أصول الشاشي – نظام الدين أبو علي أحمد بن محمد بن إسحاق الشاشي (المتوفى: 344هـ) وَمِثَال الْعرض على الْخَبَر الْمَشْهُور رِوَايَة الْقَضَاء بشاهد وَيَمِين فَإِنَّهُ خرج مُخَالفا لقَوْله عَلَيْهِ (الْبَيِّنَة على من ادّعى وَالْيَمِين على من أنكر) صفحه 77 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – قديمي كتب خانة كراتشي صفحه 177 أصول الشاشي وبهامشه عمدة الحواشي – دار الكتب العلمية بيروت صفحه 183 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – مكتبة البشرى كراتشي صفحه 204 أصول الشاشي تحقيق محمد أكرم ندوي – دار الغرب الإسلامي بيروت http://www.mediafire.com/view/fj7x4hwol0rou4c/18_UsoolAshshashi-QazaBilShahidWalYameen.pdf صفحہ 105 اُصُولُ الشاشی کا مستند اردو ترجمہ – محمد مشتاق انبیٹھوی – مَکتَبۃُ العِلم لاہور خبر مشہور کے مقابلہ میں خبر آحاد کے آنے کی مثال یہ ہے کہ خبر آحاد میں وارد ہوا ہے کہ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ اور دوسرے گواہ کے بدلہ مدعی قسم کھالے تو نصاب شہادت پورا ہو جائے گا۔ یہ مخالف دوسری مشہور حدیث ﴿الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي ، وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ ﴾یعنی گواہ کا لانا مدعی کے ذمہ ہے اور مدعاعلیہ کے ذمہ درصورت مدعی کے پاس گواہ موجود نہ ہونے کے قسم کا کھانا ہے کیونکہ اس صحیح حدیث میں جو بمنزلہ مشہور کے ہے مدعی جانب گواہی صرف اور مدعاعلیہ کی طرف صرف قسم کھانا قرار دے دیا گیا ہے۔ صفحہ 309 اجمل الحواشی علی اُصُولُ الشاشی – جمیل احمد سکروڈھوی – دار الاشاعت کراچی ترجمہ:۔۔۔۔۔اور خبر واحد کو خبر مشہور پیش کرنے کی نظیر ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ دینے کی روایت ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي ، وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ کے مخالف ہے۔

<table>
<tr>
<td></td>
<td>
صفحه 352 اجوَدُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – محمد اصغر علی – مکتبہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاون فیصل آباد
اور خبر واحد کو خبر مشہور پر پیش کرنے کی مثال ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرنے کی روایت کیونکہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان "الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي ، وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ "کے مخالف ہے،

صفحه 448 نُجُومُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – حسین احمد ہردواری – مکتبہ رحمانیہ لاہور
ترجمہ: اور خبر واحد کو مشہور پر پیش کرنے کی نظیر ایک گواہ اور ایک قسم سے فیصلہ کرنے کی روایت ہے پس یہ روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مشہور الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي ، وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ کے مخالف ہے (ترجمہ) بینہ مدعی پر ہے اور قسم منکر پر۔

صفحه 474 صفوة الحواشی شرح اُصولُ الشاشی – عبد الغفار – مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد
اور خبر واحد کو خبر مشہور پر پیش کرنے کی مثال ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنے کی روایت ہے اس لئے کہ یہ نبی علیہ السلام کے اس فرمان کے مخالف ہو کر نکلی ہے "الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي ، وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ "(ترجمہ) گواہ پیش کرنا مدعی کے ذمے ہے اور قسم اس آدمی کے ذمے ہے جس نے دعویٰ کا انکار کیا ہو۔
http://www.mediafire.com/view/8rkfakofyt9votj/18_01_UsoolAshshashi-QazaBilShahidWalYameen_Urdu.pdf
</td>
</tr>
<tr>
<td>19</td>
<td>
شرح نور الأنوار على المنار – أحمد بن أبي سعيد ملاجيون الحنفي (المتوفى: 1130هـ)
(وحكمها بين الآيتين المصير إلى السنة) لأن الآيتين إذا تعارضتا تساقطتا، فلا بد للعمل من المصير إلى ما بعده وهو السنة، ولا يمكن المصير إلى الآية الثالثة لأنه يفتضي إلى الترجيح بكثرة الأدلة، وذلك لا يجوز ومثاله قوله تعالىٰ ﴿ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ﴾ مع قوله تعالىٰ ﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا ﴾ فإن الاول بعمومه يوجب القراءة على المقتدي والثاني بخصوصه ينفيه.
وقد وردا في الصلاة جميعاً فتساقطا فيصار إلى حديث بعده، وهو قوله عليه السلام: ﴿ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ ، فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ ﴾.
مجلد 02 صفحه 87 - 88 شرح نور الأنوار على المنار – دار الكتب العلمية

وحکمها الخ:- اس تعارض کا حکم یہ ہے کہ جب دو آیتوں میں تعارض ہو گیا تو سنت کی جانب رخ کرنا ہو گا۔ اس وجہ سے کہ اس صورت میں ہر دو آیت پر عمل ممکن نہیں رہا اور جب تعارض ہو گا تو دونوں ہی ساقط ہوں گی لہٰذا عمل کیلئے سنت پر نظر کرنا ہو گی کہ اس کا درجہ اس کے بعد ہے کسی تیسری آیت کی جانب رجوع کرنا ممکن نہیں۔ اس وجہ سے کہ اس صورت میں کثرت دلائل کی وجہ سے ترجیح دینا لازم آجائے گا جو کہ درست نہیں (جیسا کہ دو اور دو سے زائد شاہد برابر کا درجہ رکھتے ہیں)
مثال: قال تعالیٰ ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾۔ اس کے بالمقابل دوسری آیت قال تعالیٰ ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا﴾ وارد ہوئی۔ لہٰذا تعارض ہو گیا کہ اول آیت علی العموم مقتدی پر قرأت کو ثابت کرتی ہے اور ثانی خاص صورت میں اس کی نفی کرتی ہے حالانکہ حجرات مفسرین کی تصریح کے مطابق ہر دو آیت نماز کیلئے ہیں۔ اس وجہ سے اب ضرورت ہوئی سنت کی جانب متوجہ ہونے کی۔ اس میں ہے قال علیہ السلام ﴿مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ ، فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ﴾ جس سے ثابت ہو گیا کہ مقتدی قرأت نہ کرے۔
</td>
</tr>
</table>

جلد 02 صفحہ 43 قوت الاخیار اردو شرح نور الانوار – اسلام الحق اسعدی – قدیمی کتب خانہ http://www.mediafire.com/view/3iks37f0ia193bq/19_NoorulAnwar-QuranMeTazaad.pdf	
اپنے خلاف حدیث پا کر صحابہ کی صحابیت کا انکار کرنا	
التقرير والتحبير – شمس الدين محمد بن محمد بن محمد المعروف بابن أمير حاج ويقال له ابن الموقت الحنفي (المتوفى: 879هـ) (وَمَجْهُولُ الْعَيْنِ وَالْحَالُ كَوَابِصَةَ) بْنِ مَعْبَدٍ وَالتَّمْثِيلُ بِهِ مُشْكِلٌ فَإِنَّ الْمُرَادَ بِالْمَجْهُولِ الْمَذْكُورِ عِنْدَهُمْ مَنْ لَمْ يُعْرَفْ ذَاتَه إلَّا بِرِوَايَةِ حَدِيثٍ أَوْ حَدِيثَيْنِ وَلَمْ تُعْرَفْ عَدَالَتُهُ وَلَا فِسْقُهُ وَلَا طُولُ صُحْبَتِهِ وَقَدْ عُرِفَتْ عَدَالَةُ الصَّحَابَةِ بِالنُّصُوصِ وَاشْتُهِرَ طُولُ صُحْبَتِهِمْ فَكَيْفَ يَكُونُ دَاخِلًا فِيهِ وَهُوَ صَحَابِيٌّ وَقَدْ يُجَابُ بِأَنَّهُ وَأَمْثَالُهُ كَسَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ وَمَعْقِلِ بْنِ سِنَانٍ وَإِنْ رَأَوْا النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَرَوَوْا عَنْهُ لَا يَعُدُّونَ مِنْ الصَّحَابَةِ عِنْدَ الْأُصُولِيِّينَ لِعَدَمِ مَعْرِفَةِ صُحْبَتِهِمْ (مجہول العین اور مجہول الحال جیساکہ وابصہ) بن معبد، اور اس کی مثال مشکل ہے، مجہول جو مذکور ہیں ان سے مراد ان کے نزدیک جن کی ذات معروف نہیں سوائے ایک یا دو احادیث کی روایت کے، اور نہ ان کی عدالت معلوم ہے نہ ان کا فسق معلوم ہے، اور نہ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی طوالت معلوم ہے، اور جب صحابہ کی عدالت نصوص سے معلوم ہوتی ہے، اور ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت مشہور ہوتی ہے، تو انہیں کیسے صحابہ میں داخل کیا جاسکتا ہے، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کہ وابصہ اور ان کی مثل جیسے سلمہ بن محبق اور معقل بن سنان، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بھی کی، اصولین کے نزدیک ان کا شمار صحابہ میں نہیں ہوتا، کیونکہ ان کی صحبت (کی طوالت) نہیں معلوم۔ مجلد 02 صفحه 324 التقرير والتحبير – دار الكتب العلمية بيروت كشف الأسرار شرح أصول البزدوي – عبد العزيز بن أحمد بن محمد، علاء الدين البخاري الحنفي (المتوفى: 730هـ) وَذَكَرَ فِي الْكِفَايَةِ لِأَبِي بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْبَغْدَادِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ كَانَ يَقُولُ: الصَّحَابَةُ لَا نَعُدُّهُمْ إلَّا مَنْ أَقَامَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – سَنَةً أَوْ سَنَتَيْنِ وَغَزَا مَعَهُ غَزْوَةً أَوْ غَزْوَتَيْنِ وَإِذَا عَرَفْت هَذَا عَلِمْت أَنَّ الْمَجْهُولَ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ لَا يَكُونُ مِنْ الصَّحَابَةِ؛ لِأَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ مَنْ لَمْ يُعْرَفْ ذَاتُهُ إلَّا بِرِوَايَةٍ لِحَدِيثِ النَّبِيِّ رَوَاهُ وَلَمْ يُعْرَفْ عَدَالَتُهُ، وَلَا فِسْقُهُ، وَلَا طُولُ صُحْبَتِهِ وَقَدْ عُرِفَتْ عَدَالَةُ الصَّحَابَةِ وَاشْتُهِرَ طُولُ صُحْبَتِهِمْ فَكَيْفَ يَكُونُ هُوَ دَاخِلًا فِيهِمْ وَعَلِمْت أَنَّ وَابِصَةَ وَسَلَمَةَ وَمَعْقِلًا، وَإِنْ رَأَوْا النَّبِيَّ – عَلَيْهِ السَّلَامُ – وَرَوَوْا عَنْهُ لَا يُعَدُّونَ مِنْ الصَّحَابَةِ عَلَى مَا اخْتَارَهُ الْأُصُولِيُّونَ لِعَدَمِ مَعْرِفَةِ طُولِ صُحْبَتِهِمْ مجلد 02 صفحه 560 كشف الأسرار شرح أصول البزدوي – دار الكتب العلمية بيروت http://www.mediafire.com/view/o8lrckavyv36kvk/20_SahabaKiSahabiyatSeInkaar.pdf	20
حدیث کو ناقابل قبول قرار دینے کے لئے صحابہ کو غیر عادل قرار دینا	
شرح التلويح على التوضيح – سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (المتوفى: 793هـ) (قَوْلُهُ: وَأَمَّا الْمَجْهُولُ) ذَهَبَ بَعْضُهُمْ إلَى أَنَّ هَذَا كِنَايَةٌ عَنْ كَوْنِهِ مَجْهُولَ الْعَدَالَةِ، وَالضَّبْطِ إذْ مَعْلُومُ الْعَدَالَةِ، وَالضَّبْطِ لَا بَأْسَ بِكَوْنِهِ مُنْفَرِدًا بِحَدِيثٍ أَوْ حَدِيثَيْنِ، فَإِنْ قِيلَ عَدَالَةُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ ثَابِتَةٌ بِالْآيَاتِ، وَالْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ فِي فَضَائِلِهِمْ قُلْنَا ذَكَرَ بَعْضُهُمْ أَنَّ الصَّحَابِيَّ اسْمٌ لِمَنْ اُشْتُهِرَ بِطُولِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ – عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ – عَلَى طَرِيقِ التَّتَبُّعِ لَهُ، وَالْأَخْذِ مِنْهُ وَبَعْضُهُمْ أَنَّهُ اسْمٌ	21

لِمُؤْمِنٍ رَأَى النَّبِيَّ – عَلَيْهِ السَّلَامُ – سَوَاءٌ طَالَتْ صُحْبَتُهُ أَمْ لَا إلَّا أَنَّ الْجَزْمَ بِالْعَدَالَةِ مُخْتَصٌّ بِمَنْ اُشْتُهِرَ بِذَلِكَ، وَالْبَاقُونَ كَسَائِرِ النَّاسِ فِيهِمْ عُدُولٌ وَغَيْرُ عُدُولٍ. (قَوْلُهُ: وَأَمَّا الْمَجْهُولُ) بعض اس طرف گئے ہیں کہ کہ یہ کنایہ ہے کہ وہ مجہول العدالت ہیں، اور مجہول الضبط جب عدالت معلوم ہو، اور ضبط میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ ایک یادو احادیث کت ساتھ منفرد ہیں، اور اگر یہ کہا جائے کہ جمیع صحابہ کی عدالت آیات، اور احادیث ثابت ہے، جو ان کے فضائل میں آئیں ہیں، ہم کہتے ہیں کہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ صحابی اس کا نام ہے جس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی طوالت مشہور ہو، اور اسی طریق کی اتباع کرتے ہوئے ان سے اخذ کیا، اور ان میں بعض کو مومن کا نام دیا، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ کو دیکھا، برابر ہے کہ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت طویل ہے یا نہیں، سوائے اس کے کہ جن کی عدالت بالجزم ان کی شہرت کے ساتھ خصوصا ثابت ہے۔ اور باقی دیگر تمام انسانوں کی طرح ہیں، ان میں عادل بھی ہیں اور غیر عادل بھی۔ مجلد 02 صفحه 10 شرح التلويح على التوضيح – دار الكتب العلمية بيروت مجلد 02 صفحه 06 شرح التلويح على التوضيح – طبع قديم دار الكتب العلمية بيروت مجلد 02 صفحه 10 شرح التلويح على التوضيح – قديمي كتب خانة كراتشي شرح التلويح على التوضيح – سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (المتوفى: 793هـ) (قَوْلُهُ وَإِذَا ثَبَتَ هَذَا) أَيْ: كَوْنُ الْعَامِّ قَطْعِيًّا عِنْدَنَا خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ فَإِنَّ تَعَارُضَ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ بِأَنْ يَدُلَّ أَحَدُهُمَا عَلَى ثُبُوتِ حُكْمٍ، وَالْآخَرُ عَلَى انْتِفَائِهِ، فَإِمَّا أَنْ يُعْلَمَ تَأَخُّرُ أَحَدِهِمَا عَنْ الْآخَرِ أَوْ لَا، فَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ حُمِلَ عَلَى الْمُقَارَنَةِ، وَإِنْ جَازَ أَنْ يَكُونَ أَحَدُهُمَا فِي الْوَاقِعِ نَاسِخًا لِتَأَخُّرِهِ مُتَرَاخِيًا، وَالْآخَرُ مَنْسُوخًا لِتَقَدُّمِهِ، وَإِنَّمَا قَيَّدْنَا بِالْجَوَازِ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ الْخَاصُّ فِي الْوَاقِعِ مَوْصُولًا بِالْعَامِّ فَيَكُونَ مُخَصِّصًا لَا نَاسِخًا، وَإِذَا حُمِلَ عَلَى الْمُقَارَنَةِ فَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ يُخَصُّ الْعَامُّ بِالْخَاصِّ فِي الْوَاقِعِ؛ لِأَنَّهُ ظَنِّيٌّ وَالْخَاصُّ قَطْعِيٌّ فَلَا يَثْبُتُ حُكْمُ التَّعَارُضِ وَعِنْدَنَا يَثْبُتُ حُكْمُ التَّعَارُضِ فِي الْقَدْرِ الَّذِي تَنَاوَلَهُ الْخَاصُّ، مجلد 01 صفحه 73 شرح التلويح على التوضيح – دار الكتب العلمية بيروت مجلد 01 صفحه 41 شرح التلويح على التوضيح – طبع قديم دار الكتب العلمية بيروت مجلد 01 صفحه 73 شرح التلويح على التوضيح – قديمي كتب خانة كراتشي http://www.mediafire.com/view/egju338dp5uri19/21_SahabaGhairAadil.pdf	
الحسامي – حسام الدين محمد بن عمر الحسامي لأخسيكثي (المتوفى: 644هـ) ﴿خبر الراوي المعروف﴾ وإذا ثبت أن خبر الواحد حجة قلنا: إن كان معروفاً بالفقه والتقدّم في الاجتهاد، كالخلفاء الراشدين والعبادلة الثلاثة وزيد بن ثابت ومعاذ بن جبل وأبي موسى الأشعري وعائشة رضوان الله عليهم أجمين وغيرهم ممن اشتهر بالفقه والنظر، كان حديثهم حجة، يترك به القياس، وإن كان الراوي معروفاً بالعدالة والحفظ دون الفقه، مثل أبي هريرة وأنس بن مالك رضي الله عنهما فإن وافق حديثه القياس عمل به، وإن خالفه لم يترك إلا للضرورة وانسداد باب الرأي، وذلك مثل حديث أبي هريرة في المصرّة. صفحه 74 – 75 الحسامي في اصول الفقه – طبعه المطبع الحنفي سنه 1851 صفحه 140 – 141 الحسامي – مع شرح الحسامي العجب المسمي بالنامي – مكتبة البشرى كراتشي صفحه 148 – 149 الحسامي – مع شرح الحسامي العجب المسمي بالنامي – مير محمد كتب خانه كراتشي http://www.mediafire.com/view/iz8zekxezzmm15z/22_ALHussami-GhairFaqihSahaba.pdf	22

	اور جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ خبر واحد حجت ہے تو ہم کہیں گے کہ اگر راوی معروف ہو فقہ اور اجتہاد میں تقدم کے ساتھ جیسے خلفاء راشدین اور تینوں عبداللہ اور زید بن ثابت اور معاذ بن جبل ابو موسیٰ اشعری اور عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے علاوہ ان لوگوں میں سے جو فقہ و نظر کے ساتھ مشہور ہیں تو ان کی حدیث حجت ہو گی جس کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا اور اگر راوی عدالت اور حفظ کے ساتھ معروف ہو نہ کہ فقہ کے ساتھ جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور انس ابن مالک پس اگر ان کی حدیث قیاس کے موافق ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا اور اگر قیاس کے خلاف ہو تو چھوڑا نہ جائیگا مگر ضرورت کی وجہ سے اور وہ ضرورت اجتہاد (قیاس، رائے) کے دروازہ کا بند ہونا ہے، اور اس کی مثال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مصراۃ ہے۔ صفحہ 126 درس حسامی شرح اردو منتخب الحسامی – محمد یوسف تاؤلی – ایچ ایم سعید کمپنی کراچی http://www.mediafire.com/view/btxx1971wemonmv/22_01_ALHussami-GhairFaqihSahaba_Urdu.pdf
23	أصول الشاشي – نظام الدين أبو علي أحمد بن محمد بن إسحاق الشاشي (المتوفى: 344هـ) وَالْقسم الثَّانِي من الرواة هم المعروفون بِالْحِفْظِ وَالْعَدَالَة دون الِاجْتِهَاد وَالْفَتْوَى كَأبي هُرَيْرَة وَأنس بن مَالك فَإِذا صحت رِوَايَة مثلهمَا عنْدك فَإِن وَافق الْخَبَر الْقيَاس فَلَا خَفَاء فِي لُزُوم الْعَمَل بِهِ وَإِن خَالفه كَانَ الْعَمَل بِالْقِيَاسِ أولى مِثَاله مَا روى أَبُو هُرَيْرَة الْوضُوء مِمَّا مسته النَّار فَقَالَ لَهُ ابْن عَبَّاس أَرَأَيْت لَو تَوَضَّأت بِمَاء سخين أَكنت تتوضأ مِنْهُ فَسكت وَإِنَّمَا رده بِالْقِيَاسِ إِذْ لَو كَانَ عِنْده خبر لرواه وعَلى هَذَا ترك أَصْحَابنَا رِوَايَة أبي هُرَيْرَة فِي مَسْأَلَة الْمُصراة بِالْقِيَاسِ. صفحه 174 – 175 أصول الشاشي وبهامشه عمدة الحواشي – دار الكتب العلمية بيروت صفحه 179 – 180 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – مكتبة البشرى كراتشي صفحه 199 – 200 أصول الشاشي تحقيق محمد أكرم ندوي – دار الغرب الإسلامي بيروت صفحه 75 – 76 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – قديمي كتب خانة كراتشي http://www.mediafire.com/view/cp1ni3n51bs8me2/23_UsoolAshshashi-GhairFaqihSahaba.pdf صفحہ 102 اُصُول الشاشی کامستند اردو ترجمہ – محمد مشتاق انبیھٹوی – مکتبۃُ العلم لاہور دوسری قسم کے راوی وہ ہیں جو حافظہ کے اچھے ہونے اور عادل ہونے میں تو مشہور ہیں مگر اجتہاد اور فتویٰ دینے کا درجہ نہ رکھتے ہوں جیسے ابی ہریرہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان جیسے راویوں کی روایت صحیح ہونے پر اگر وہ قیاس کے موافق ہے تو یقیناً اس پر عمل کرنا لازم ہے اور اگر قیاس کے مخالف ہے تو قیاس پر عمل کرنا بہتر ہو گا۔ مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی: " الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتْ النَّارُ. آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو اس سر نو کرنا چاہیئے "۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بھلا بتاؤ تو اگر تم گرم پانی سے وضو کرو تو پھر اس کے بعد اور وضو جدید کروگے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور عبداللہ بن عباس نے اس موقعہ پر قیاس ہی کو پیش کیا کیونکہ اگر اس باب میں ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو اس کو پیش کرتے۔ اسی واسطے علماء حنفیہ نے مسئلہ مصراۃ میں قیاس کے مقابلہ میں حدیث ابی ہریرہ پر عمل نہیں کیا۔ (ترک کر دیا ہے) صفحہ 304 اجمل الحواشی علی اُصُولُ الشاشی – جمیل احمد سکروڈھوی – دارالاشاعت کراچی ترجمہ: ۔۔۔۔۔اور راویوں کی دوسری قسم وہ حضرات ہیں جو حفظ و عدالت کے ساتھ معروف ہیں نہ کہ اجتہاد اور فتویٰ کے ساتھ جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ پس اگر ان جیسوں کی روایت تیرے پاس بطریق صحت پہنچ جائے پس اگر خبر قیاس کے موافق ہو گی تو اس پر عمل کے لازم ہونے میں کوئی خفاء نہیں ہے اور اگر خبر قیاس کے مخالف ہے تو قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اس کی مثال وہ ہے جس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے

روایت کیاہے کہ آگ نے جس چیز کو چھولیا(اس کے کھانے سے)سے وضو(واجب)ہوگا۔پس ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ سے کہا آپ بتایئے اگرآپ گرم پانی سے وضو کریں توکیاآپ اس سے بھی وضو کریں گے پس ابوہریرہ نے سکوت اختیار کیااورابن عباس نے قیاس سے حدیث ابی ہریرہ کو رد کردیا اگرابن عباس کے پاس حدیث ہوتی تواس کوضرور روایت کرتے۔اوراسی بناءپر ہمارے علماء نے مصرات کے مسئلہ میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قیاس کی وجہ سے ترک کردیا۔

صفحہ 347 اجوُدالحواشی اردو شرح اُصُولُ الشاشی —محمد اصغر علی—مکتبہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاون فیصل آباد

ترجمہ:اور راویوں کی دوسری قسم وہ ہے جو حفظ اور عدالت کے ساتھ مشہور ہوں نہ کہ اجتہاد اور فتوی کے ساتھ جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پس اگران جیسے راویوں کی روایت تیرے ہاں صحیح طور ثابت ہوجائے،پس اگروہ خبر قیاس کے مطابق ہوتواس پر عمل کے لازم ہونے میں کوئی خفانہیں اوراگروہ خبر قیاس کے مخالف ہوتو قیاس پر عمل کرنااولیٰ ہے اس کی مثال وہ حدیث ہے جس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیاہے کہ وضوواجب ہوتاہے اس چیز (کے کھانے پینے) سے جس چیز کو آگ نے چھواہو،تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایاکہ آپ بتائیں کہ اگرآپ گرم پانی سے وضو کریں توکیاآپ اس سے بھی وضو کریں گے پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ مے سکوت اختیار کیااور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے قیاس سے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رد کردیااوراگرابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی حدیث ہوتی تووہ اس کوضرور روایت کرتے،اوراسی بناپر ہمارے علماء نے مصراۃ کے مسئلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو قیاس کی وجہ سے ترک کردیاہے،

صفحہ 439 – 440 نجُومُ الحواشی اردو شرح اُصُولُ الشاشی – حسین احمد ہردواری – مکتبہ رحمانیہ لاہور

ترجمہ:اور راویوں کی قسم ثانی(یعنی دوسری قسم کے راوی)وہ حضرات ہیں کہ جو حفظ(حافظہ کااچھاہونا)اور عدالت میں معروف ہوں نہ کہ اجتہاد وفتویٰ میں جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اورانس بن مالک رضی اللہ عنہ پس جب ان دونوں حضرات جیسوں کی روایت تیرے پاس پہنچے تواگر خبر،قیاس کے مخالف ہوتواس پر عمل لازم ہونے میں کوئی خفاء نہیں ہے(یعنی حدیث پر عمل کرناواجب ہے)اوراگروہ قیاس کے خلاف ہوتو(اس صورت)میں قیاس پر عمل کرنااولیٰ ہے اس خبر کی مثال جو قیاس کے مخالف ہووہ حدیث ہے جس کو حضرت ابوہرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیاہے اس چیز(کے استعمال کرنے)سے وضو(واجب)ہے جس کو آنچ لگی ہو(یعنی جو چیز آگ پر پکائی گئی ہو جیسے روٹی،چائے وغیرہ)تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن عباس نے کہاکہ آپ یہ بتایئے کہ اگرآپ گرم پانی سے وضو کریں توکیاآپ اس گرم پانی(کے استعمال)کی وجہ سے وضوجدید کریں گے پس حضرت ابوہریرہ خاموش ہوگئےاور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث ابوہرہ رضی اللہ عنہ کو قیاس سے رد کردیا،اس لئے کہ اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی خبر ہوتی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس خبر کو ضرور روایت کرتے وعلیٰ ھذاالخ اوراسی اصل(کہ اگرراوی فقہ واجتہاد میں معروف نہ ہوتواس کی روایت کو قیاس کی وجہ سے ترک کردیاجاتاہے)کہ بناءپر ہمارے اصحاب احناف رحمہ اللہ نے مصراۃ کے مسئلہ میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قیاس کی وجہ سے ترک کردیاہے۔

صفحہ 464 صفوۃ الحواشی شرح اُصُولُ الشاشی – عبدالغفار –مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد

ترجمہ:اور راویوں کی دوسری قسم وہ ہے جو حفظ اور عدالت کے ساتھ مشہور ہوں نہ کہ اجتہاد اور فتویٰ کے ساتھ جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اورانس بن مالک رضی اللہ عنہ پس اگران جیسے راویوں کی روایت تیرے ہاں صحیح طور ثابت ہوجائے تواگروہ خبر قیاس کے موافق ہوتواس پر عمل کے لازم ہونے کے حق میں کوئی خفانہیں ہے اوراگروہ خبر قیاس کے مخالف ہوتو قیاس پر عمل کرنااولیٰ ہے اس خبر کے اوپر عمل کرنے سے۔اس کی مثال وہ حدیث ہے

جس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ وضو واجب ہوتا ہے اس چیز (کے کھانے پینے) سے جس کو آگ نے چھوا ہو۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بتائیں کہ اگر آپ گرم پانی سے وضو کریں تو کیا آپ اس کی وجہ سے (پھر) وضو کریں گے پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو قیاس سے رد کیا اس لئے کہ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ اس کو ضرور روایت کرتے۔ اور اسی بنا پر ہمارے علماء نے مصراۃ کے مسئلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو قیاس کے ساتھ رد کر دیا۔ http://www.mediafire.com/view/78h1dq3ol32v81d/23_01_UsoolAshshashi-GhairFaqihSahaba_Urdu.pdf	
حاشية أحمد على السهارنفوري على صحيح البخاري – الطاف ايند سنز (المتوفى: 1297هـــ) والاصل عندنا ان الراوي ان كان معروفا بالعدالة والحفظ والضبط دون الفقه والاجتهاد ومثل أبي هريرة وأنس بن مالك فان وافق حديثه القياس عمل به والا لم يترك الا لضرورة وانسداد باب الرأي وتمامه في اصول الفقه انتهى. ہمارے نزدیک اصول یہی ہے کہ اگر راوی عدالت حفظ اور ضبط میں تو معروف ہو لیکن فقاہت واجتہاد کی میں معروف نہ ہو جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا انس بن مالک تو اگر ان کی حدیث قیاس کے مطابق ہو گی تو عمل کیا جائیگا اور اگر قیاس کے خلاف ہو گی تو نہیں ترک کی جائے گی مگر بوقت ضرورت چھوڑ دیا جائیگا تاکہ رائے و قیاس کا دروازہ بند نہ ہو اور اس کی مکمل بحث اصول فقہ کی کتاب میں موجود ہے۔ صفحه 570 حاشية أحمد على السهارنفوري على صحيح البخاري – الطاف ايند سنز مجلد 01 صفحه 382 حاشية أحمد على السهارنفوري على صحيح البخاري – مكتبه رحمانيه مجلد 01 صفحه 288 حاشية أحمد على السهارنفوري على صحيح البخاري – قديمي كتب خانه http://www.mediafire.com/view/g3dq9dryocbv4ol/24_AhmadAliSaharapori-GhairFaqihSahaba.pdf	24
شرح الحسامي العجب المسمي بالنامي – أبي محمد عبد الحق الحقاني وانسداد باب الرأي: قوله: "وانسداد" عطف تفسيريّ لقوله: "للضرورة"، والمعنى إنما يترك حديث غير الفقيه إذا خالف القياس للضرورة، وهي أنه لو عمل بالحديث وقت المخالفة أيضاً لانسدّ باب القياس من كل وجه، وقد أمر الله تعالى بالقياس بقوله: ﴿ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ﴾ (الحشر:2)، وانسداد باب الرأي: قوله: "وانسداد" عطف تفسیری ہے قوله: "للضرورة"،اور معنی یہ ہیں کہ اگر غیر فقیہ کی حدیث قیاس کے خلاف کے خلاف ہونے کی صورت میں بوقت ضرورت ترک کر دی جائے گی، اور وہ ضرورت یہ ہے کہ اگر مخالفت کے وقت بھی حدیث پر عمل کیا تو قیاس کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قیاس کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ﴾ (الحشر:2)، صفحه 141 شرح الحسامي العجب المسمي بالنامي – أبي محمد عبد الحق الحقاني – مكتبة البشرى كراتشي صفحه 149 شرح الحسامي العجب المسمي بالنامي – أبي محمد عبد الحق الحقاني – مير محمد كتب خانه كراتشي تسهيل الوصول إلى علم الأصول – محمد عبد الرحمن عيد المحلاوي الحنفي (المتوفى: 1920م) وان عرف الراوي بالعدالة والضبط و لم يرف بالفقه والاجتهاد كأنس و أبي هريرة وسلمان وبلال رضي الله عنهم ان وافق حديثه القياس عمل به وان خالفه لم يترك الحديث الا بسبب ضرورة وهي انسداد باب الرأي اور اگر راوی عدالت اور ضبط میں معروف ہو اور فقہ اور اجتہاد میں معروف نہ ہو، جیسے انس، ابوہریرہ، سلمان اور بلال رضی اللہ عنہم، اگر ان کی حدیث قیاس کے موافق ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا، اور اگر قیاس کے مخالف ہو تو اس کو ترک نہیں کیا جائے گا، مگر ضرورت سبب سے ترک کر دیا جائے گا، اور وہ ضرورت رائے کا دروازہ بند ہونا ہے۔	25

صفحه 146 تسهيل الوصول إلى علم الأصول – مطبعة مصطفي البابي الحلبي و اولاده بمصر جامع الأسرار في شرح المنار – محمد بن محمد بن احمد الكاكي (المتوفى: 749هـ) وإن خالفه لم يترك إلا بالضرورة وهي انسداد باب الرأي. اور اگر قیاس کے مخالف ہو تو بھی اسے ترک نہیں کیا جائے گا مگر ضرورت کی وجہ سے ترک کر دیا جائے گا۔اور یہ ضرورت قیاس (رائے) کے دروازہ کے بند ہونا ہے۔ مجلد 03 صفحه 668 جامع الأسرار في شرح المنار – محمد بن محمد بن احمد الكاكي – مكتبة نزاز مصطفى الباز رياض http://www.mediafire.com/view/vgv64z4n2ujwa6/25_Zuroorat_Insadad-e-BaaburRai.pdf	
حاشية للإمام أبي الحسن السندي على صحيح البخاري – الطاف ايند سنز (المتوفى: 1138هـ) ﴿ قوله: عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال من اشترى شاة الخ﴾ هذا الحديث على اصول علمائنا الحنفية يجب ان يكون له حكم الرافع فانهم صرحو بان الحديث مخالف للقياس ومن اصولهم ان الموقوف اذا خالف القياس فهو في حكم المرفوع فبطل اعتذار من قال ان الحديث قد رواه ابو هريرة وهو غير فقيه ورواية غير الفقيه اذا خالف جميع الأقسية ترد لانه اذا ثبت ابن مسعود موقوفا والموقوف في حكم المرفوع ثبت من رواية ابن مسعود ايضاً وهو من اجلاء الفقهاء بالتفاق على ان الحديث قد جاء برواية ابن عمر اخرجه ابو دواد بوجه و الطبراني بوجه آخر وبرواية انس اخرجه ابو يعلى وبرواية عمرو ابن عوف اخرجه البيهقي في الخلافيات كذا ذكره المحقق ابن حجر. یہ حدیث ہمارے علماء کے اصول کے مطابق حکماً مرفوع ہونا لازم ہے، کیونکہ انہوں نے صراحت کی ہے کہ جو حدیث قیاس کے مخالف ہو، اور ان کے اصول میں قیاس کے مخالف موقوف حدیث حکماً مرفوع ہے، لہٰذا یہ عذر باطل ہو گیا کہ جس نے کہا کہ یہ حدیث ابو ھریرہ نے روایت کی ہے اور وہ غیر فقیہ ہیں، اور غیر فقیہ کی روایت اگر قیاس کی تمام اقسام کے خلاف ہو تو وہ مردود ہے، اور جب ابن مسعود سے موقوفاً ثابت ہے، اور ابن مسعود کی موقوف روایت ہے حکماً مرفوع ہے کے ہے، جو بالاتفاق اجلاء الفقہاء میں سے ہیں۔ مجلد 01 صفحه 570 – 571 حاشية للإمام أبي الحسن السندي على صحيح البخاري – الطاف ايند سنز مجلد 01 صفحه 383 حاشية للإمام أبي الحسن السندي على صحيح البخاري – مكتبه رحمانيه http://www.mediafire.com/view/chu311g1o1tgk11/26_HashiyahSindhi_HadeethMusraat.pdf	26
صفحہ 302 اجمل الحواشی علی اُصولُ الشاشی – جمیل احمد سکروڈھوی – دارالاشاعت کراچی حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا اختلاف ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ حدیث پر قیاس کو مقدم رکھا جائے گا اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حدیث میں شبہات زیادہ ہیں اس طور پر کہ یہ ممکن ہے کہ راوی کو سہو ہو گیا ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے غلطی ہو گئی ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہ ہو۔ اور مجتہد کے قیاس میں صرف ایک شبہ ہے اور وہ غلطی کا شبہ ہے اور جس چیز میں ایک شبہ ہو وہ اس سے اولی ہے جس میں بہت سے شبہات ہوں لہذا قیاس جس میں ایک شبہ ہوتا ہے وہ اولی ہو گا اس حدیث سے جس میں بہت سے شبہات ہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے خبر واحد کی وجہ سے اپنی آراء اور قیاسات کو ترک کیا ہے مثلاً صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے ایک فیصلہ دیا پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف حدیث سنی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے سابقہ فیصلہ سے رجوع فرما لیا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ پر ڈنڈا مارا اور اس کی وجہ سے جنین گر گیا تو ضارب	27

<table>
<tr>
<td></td>
<td>
پر جنین کی دیت واجب نہیں ہو گی، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدیث فِي الجنين غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ (جنین میں غرۃ یعنی غلام یا باندی ہے) بیان کی تو حضرت عمر نے اپنی رائے سے رجوع فرمالیا تھااور وہ بھی حدیث کی وجہ سے ضنین کی دیت کے قائل ہو گئے تھے۔اسی طرح حضرت ابن عمر مزارعت یعنی زمین کو بٹائی پر دینے کے عدم جواز کے قائل تھے لیکن جب انہوں نے رافع بن خدیج سے حدیث سنی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کو زمین بٹائی پر دی ہے تو انہوں نے اپنی رائے کو چھوڑ دیااور حدیث پر عمل پیرا ہو گئے۔اور بہت سے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کی وجہ سے اپنی رائے کو ترک کر دیا ہے۔الحاصل یہ واقعات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حدیث کو قیاس پر مقدم رکھا جائے گا،یعنی قیاس اور رائے کے مقابلہ میں حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

صفحہ 344 – 345 اجوَدُالحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی –محمد اصغر علی–مکتبہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاؤن فیصل آباد

مصنف فرماتے ہیں کہ جب یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جو اجتہاد اور استنباط کے ساتھ مشہور ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کریں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی روایت صحیح سند کے ساتھ آپ تک پہنچ جاتی ہو تو اس صورت میں حدیث پر عمل کیا جائے گا اور قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا،تو احناف کے نزدیک ان کی روایت پر عمل کرنا اولیٰ ہو گا قیاس پر عمل کرنے سے، لیکن حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں قیاس پر عمل کیا جائے گا کیونکہ خبر واحد پر عمل کرنے میں کئی شبہات ہیں کہ راوی سے سہو ہو یا حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی نہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہو،

لیکن قیاس میں صرف ایک ہی شبہ ہے وہ یہ کہ مجتہد کا غلطی کرنا،اس لئے جس میں کم شبہات ہیں اس پر عمل کیا جائے گا، لیکن احناف فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں حدیث پر عمل کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام نے خبر واحد کی وجہ سے اپنی آراء اور قیاسات کو چھوڑ دیا تھا۔

صفحہ 439 نُجُومُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – حسین احمد ہردواری – مکتبہ رحمانیہ لاہور

مسلک امام مالک رحمہ اللہ،امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر خبر خبر واحد قیاس کے مخالف ہو تو خبر واحد کو ترک کر دیا جائے گا اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ خبر واحد میں تو شبہات کثیرہ ہیں مثلاً راوی کو سہو ہو جانا یا اس سے غلطی سرزرد ہو جانا یا اس کا کاذب ہونا اور قیاس میں صرف ایک شبہ الخطاء اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس چیز میں صرف ایک ہی شبہ ہو وہ اس سے مقدم ہے جس میں شبہات کثیرہ ہوں، لہٰذا قیاس جس میں فقط ایک شبہ ہے مقدم ہق گا، اس خبر واحد پر جو قیاس کے خلاف ہے اور اس میں شبہات کثیرہ موجود ہیں مگر ہماری دلیل اجماع صحابہ ہے کہ وہ حضرات حدیث کے سامنے اپنی رائے کو ترک فرما دیا کرتے تھے معلوم ہوا کہ قیاس کے مقابلہ میں حدیث پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے،اسی بات سے ان متعصبین پر بھی رد ہو گیا جو امام صاحب رحمہ اللہ کو قیاس کہتے ہیں حالانکہ امام صاحب رحمہ اللہ بجائے قیاس کے خبر واحد کو ترجیح دیتے ہیں،ویقال ان الخبر متيقن باصله وانما دخلت الشبهة في نقله۔

http://www.mediafire.com/view/rtbpthxvsldmt99/27_Sahaba_Tark-e-Qayaas.pdf
</td>
</tr>
<tr>
<td>28</td>
<td>
صفحہ 305 – 306 اجمل الحواشی علی اُصولُ الشاشی –جمیل احمد سکروڈھوی – دارالاشاعت کراچی

اعتراض:۔۔۔۔۔اس جگہ ایک اعتراض ہے کہ وہ یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہنا غلط ہے امام اعظم رحمہ اللہ بھی ان کو فقیہ مانتے ہیں،اور پھر ابو ہریرہ غیر فقیہ کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ وہ عہد رسالت میں بھی فتوی دیتے تھے اور فقہاء صحابہ سے ان کے فتاویٰ میں معارضہ کرتے تھے۔علامہ ذہبی رحمہ نے ابوہریرہ کے بارے میں تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے "الحافظ الفقيه صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان من أَوْعِيَةِ الْعِلْمِ ومن كبار ائمة الفتوى" "یعنی ابوہریرہ حافظ حدیث ہیں،فقیہ ہیں،صحابی ہیں،علم کا ظرف ہیں اور بڑے امام فتویٰ ہیں۔الحاصل ابوہریرہ کو غیر فقیہ اور
</td>
</tr>
</table>

غیر مجتہد قرار دینااور یہ کہنا کہ حضرت امام صاحب نے مخالف قیاس ہونے کی وجہ سے اس حدیث کو ترک کیاہے، غلط ہے۔

جواب:۔۔۔۔۔حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے اس حدیث کو دو جہتوں سے ترک کیاہے ایک تو یہ کہ اس حدیث کے الفاظ میں اضطراب ہے کیونکہ بعض روایات میں صاع من تمر کا لفظ ہے اور بعض میں صاعاً من طعام لأ سمراء کالفظ ہے، یعنی گندم کے علاوہ اناج کا ایک صاع اور بعض میں مثل لبنھا قمحاً ہے یعنی دودھ کے ایک مثل گندم اور بعض میں مثلی لبنھا قمحاً ہے یعنی لبن کے دو مثل گندم اور بعض میں صاعاً من طعام او صاعا من تمر کالفظ ہے اور بعض میں صاعاً من بر لا سمراء کالفظ ہے۔اور الفاظ حدیث میں اضطراب چونکہ حدیث کو ناقابل عمل بنادیتاہے اس لئے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیاہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث مصرات، قرآن، حدیث اور اجماع کے معارض ہے،

صفحہ 349 – 350 اجودُالحواشی اردو شرح اُصُولُ الشاشی –محمد اصغر علی–مکتبہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاون فیصل آباد

فائدہ: مذکورہ بالااصول جو بیان کیاگیاہے کہ خبر واحد کے راوی جو حفظ وعدالت کے ساتھ تو مشہور ہوں لیکن فتویٰ اور اجتہاد کے ساتھ مشہور نہ ہوں ایسی روایت اگر قیاس کے مخالف ہو تو تعارض کے وقت حدیث کو چھوڑ دیاجائے گااور قیاس پر عمل کیاجائے گا یہ اصول غلط ہے اس کی تین دلیلیں ہیں،

دلیل اوّل: یہ ہے کہ ہمارے ائمہ یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ میں سے کسی سے بھی یہ اصول منقول نہیں ہے، اسکی نسبت زیادہ سے زیادہ امام محمد رحمہ اللہ کے شاگرد عیسیٰ بن ابان رحمہ اللہ کیطرف کی جاتی ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ نسبت بھی غلط ہے۔

دلیل ثانی: یہ ہے کہ ہمارے ائمہ سے صراحتاًیہ منقول ہے اور امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ اور دیگر فقہاءاحناف کے ہاں غیر معروف بالفقہ والاجتہاد صحابی کی روایت اگر قیاس کے مخالف بھی ہو تب بھی اس حدیث کو قیاس پر ترجیح دی جائے گی اور اس کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیاجائے گا کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ سے ایسے کئی مسائل ثابت ہیں جن میں انہوں نے خبر واحد کے مقابلہ میں قیاس کو چھوڑ کر خبرع واحد پر عمل کیاہے، علماءاحناف سے تو صراحتاًیہ بات منقول ہے کہ اگر قیاس کے مقابلہ میں کسی صحابی کا بھی قول مل جائے تو قیاس کو چھوڑ کر اس صحابی کے قول پر عمل کیاجائے گا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ قیاس کے مقابلے میں صحابی کا قول تو بخوشی منظور ہو لیکن حدیث جس کا راوی غیر معروف بالفقہ والاجتہاد صحابی ہو اس کے مقابلے میں قیاس پر عمل کیاجائے گا۔

دلیل ثالث: یہ ہے کہ مذکورہ دو مثالوں میں جو حدیث بیان کی گئی ہے ان کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں انہیں غیر فقیہ صحابی کہنا بھی غلط ہے، کیونکہ وہ فقیہ صحابی ہیں کئی مسائل میں ان کا اپنا مذہب ہے اور کئی مسائل میں وہ کئی صحابہ سے اختلاف رکھتے ہیں اور یہی ان کے فقیہ ہونے کی دلیل ہے، اور مصنف رحمہ اللہ نے جو مثالیں بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتاہے کہ حضرت ابوہریرہ غیر معروف بالفقہ ہیں لیکن یہ مصنف کا سہو ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فتویٰ بھی دیاکرتے تھے؟

باقی رہی یہ بات کہ ان دو مسئلوں میں خبر واحد کو چھوڑاگیاہے اور احناف نے خبر واحد پر عمل کیوں نہیں کیا اسکی وجہ قیاس نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ دیگر ہیں،

صفحہ 442 – 443 نُجُومُ الحواشی اردو شرح اُصُولُ الشاشی – حسین احمد ہردواری – مکتبہ رحمانیہ لاہور

اختیاری مطالعہ:

حضرت ابوہرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن الہمام نے ان کے فقیہ ہونے کی صراحت کی ہے اور کیسے نہ ان کو فقیہ کہاجائے جبکہ وہ عہد صحابہ میں فتویٰ دیاکررتے تھے اور اجلہ ٔصحابہ سے مناظرہ کیاکرتے تھے مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حاملہ متوفیٰ عنھا زوجھا کی عدت ابعد الاجلین قرار دی یعنی دونوں عدتوں وضع حمل اور چار ماہ دس دن میں جو عدت لمبی ہو۔ مگر حضرت وبوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کورد فرما

دیااور عدت وضع حمل قرار دی۔(نور الانوار حاشیہ)معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں اب رہی یہ بات کہ پھر ان کی روایت کردہ حدیث مصراۃ کو قیاس کے ذریعہ کیوں رد کر دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مصراۃ کو اس لئے رد نہیں کیا کہ اس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں بلکہ اس کو رد کرنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حدیث مضطرب ہے یعنی اس کے متن میں اختلاف بیانی سے کام لیا گیا ہے، چنانچہ بعض جگہ صاع من تمر کا لفظ ہے اور بعض جگہ صاعاً من طعام لاسمراء کا لفظ ہے یعنی گندم کے علاوہ اناج کا ایک ساع اور بعض جگہ صاعاً من تمر کا ہے، لفظ صاع کے نصب کے ساتھ نیز اس حدیث مصراۃ کے رد کرنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ یہ حدیث قرآن اور سنت مشہورہ اور اجماع تینوں کے خلاف ہے،

صفحہ 465 – 466 صفوۃ الحواشی شرح اُصولُ الشاشی – عبدالغفار –مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد

یہ مسلک عیسیٰ بن ابان رحمہ اللہ اور امام ابوزید دبوسی رحمہ اللہ کا ہے اسی کو فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے اور مصنف رحمہ اللہ نے علامہ فخر الاسلام کی اتباع کرتے ہوئے یہ مسلک اختیار کیا ہے لیکن احناف میں سے امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء احناف کے ہاں معروف بالعلم والاجتہاد صحابہ کی روایت اگر قیاس کے مخالف بھی ہو تو بھی اس کو قیاس پر ترجیح دی جائے گی اور اس کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کئی ایسے مسائل ثابت ہیں جن میں انہوں نے خبر واحد کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ کر اس خبر واحد پر عمل کیا ہے۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "جب روزہ فار بھول کر کھا پی لے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے اس لئے قیاس اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ روزہ فاسد ہو جانا چاہئے کیوں کہ کھانے پینے سے رُکنا روزے کا رکن ہے اور جب کسی شیٔ کا رکن فوت ہو جائے تو وہ شیٔ فوت ہو جاتی ہے۔ جب روزے کا رکن ہی فوت ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جانا چاہئے اسی قیاس پر امام مالک رحمہ اللہ نے عمل کیا ہے اور فرمایا ہے روزہ دار بھول کر بھی کھا پی لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس قیاس کو چھوڑ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا جو بقول مصنف رحمہ اللہ کے غیر معروف بالعلم والاجتہاد مین سے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا" لو لا هذه الرواية لقلت بالقياس "اگر یہ روایت نہ ہوتی تو میں قیاس کا قائل ہوتا اور کہتا کہ بھول کر کھانے پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ احناف کا مختار اور پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ غیر معروف بالعلم والاجتہاد صحابی کی روایت اگر قیاس کے مخالف بھی ہو تو اس روایت پر عمل کرنا اولیٰ ہے قیاس پر عمل کرنے سے۔ مصنف نے جو مسلک ذکر کیا ہے یہ احناف کا مختار مسلک نہیں اور صاحب مذہب امام سے اس کی تائید بھی نہیں ہوتی۔

صفحہ 465 – 466 صفوۃ الحواشی شرح اُصولُ الشاشی – عبدالغفار –مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت کو مخالف قیاس ہونے کی وجہ سے رد نہیں کیا بلکہ اس وجہ سے رد کیا ہے کہ مامستہ النار سے وضو کا ٹوٹنا منسوخ ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کان آخر الامرين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ترك الوضوء مما مست النار دو امروں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری امر ما مستہ النار سے وضو کو ترک کرنا تھا۔

صفحہ 468 صفوۃ الحواشی شرح اُصولُ الشاشی – عبدالغفار –مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد

لیکن احناف کے صحیح اور مختار مسلک کے مطابق حدیث اگر قیاس کے خلاف ہو تو قیاس کی وجہ سے اس پر عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا اس لئے اس مسلک کے مطابق ہم اس کی توجیہ یہ کریں گے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو قیاس کے مخالف ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑا بلکہ کتاب اللہ اور سنت

مشہورہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ http://www.mediafire.com/view/tclg2tjh1h8v99i/28_QayasKeKhilaf-Aur-KitaboSunnatKeKhilafKaFarq.pdf	
أصول الشاشي – نظام الدين أبو علي أحمد بن محمد بن إسحاق الشاشي (المتوفى: 344هـ) ذهب أَصْحَابنَا إِلَى أَن الْمُطلق من كتاب الله تَعَالَى إِذا أمكن الْعَمَل بِإِطْلَاقِهِ فَالزِّيَادَة عَلَيْهِ بِخَبَر الْوَاحِد وَالْقِيَاس لَا يجوز مِثَاله فِي قَوْله تَعَالَى { فَاغْسلُوا وُجُوهَكُمْ } فالمأمور بِهِ هُوَ الْغسْل على الْإِطْلَاق فَلَا يُزَاد عَلَيْهِ شَرط النِّيَّة وَالتَّرْتِيب والموالاة وَالتَّسْمِيَة بالْخبر صفحه 22 أصول الشاشي وبهامشه عمدة الحواشي – دار الكتب العلمية بيروت صفحه 20 – 21 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – مكتبة البشرى كراتشي صفحه 28 أصول الشاشي تحقيق محمد أكرم ندوي – دار الغرب الإسلامي بيروت صفحه 09 – 10 أصول الشاشي وبهامشه أحسن الحواشي – قديمي كتب خانة كراتشي http://www.mediafire.com/view/v7vnbjmipdcnc3q/29_UsoolAshshashi-MutlaqParZidati.pdf صفحہ 21 اُصول الشاشی کا مستند اردو ترجمہ – محمد مشتاق انبیھٹوی – مكتبۃُ العلم لاہور ہمارے علماءاحناف کا مذہب یہ ہے کہ مطلق کتاب اللہ جب اس کے اطلاق پر عمل ممکن ہو تو اس پر خبر واحد اور قیاس کے ذریعے زیادتی کرنا جائز نہیں ہو گا، مثلاً خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ﴾ یعنی وضو میں اپنے چہروں کو دھو۔ یہاں مامور بہ مطلق غسل ہے۔ پس اس مطلق کو نیت اور ترتیب اور موالات (پے در پے ہونا) اور بسم اللہ پڑھنے سے بوجہ خبر آحاد کے مقید نہیں کریں گے۔ مقید کرنے میں زیادۃ علیٰ کتاب اللہ خبر واحد سے لازم آتی ہے؟ صفحہ 51 - 52 اجمل الحواشی علی اُصولُ الشاشی – جمیل احمد سکروڈھوی – دار الاشاعت کراچی ترجمہ:۔۔۔۔(یہ) فصل مطلق اور مقید (کے بیان) میں ہے، ہمارے علماءاحناف کا مذہب یہ ہے کہ مطلق کتاب اللہ جب اس کے اطلاق پر عمل کرنا ممکن ہو تو اس پر خبر واحد اور قیاس کے ذریعہ زیادتی کرنا زیادتی کرنا جائز نہیں ہو گا، اس کی مثال باری تعالیٰ کے قول ﴿ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ﴾ میں ہے پس مامور بہ مطلق غسل ہے لہٰذا اس پر خبر کے ذریعہ نیت، موالات تسمیہ کے شرط ہونے کے زیادتی نہیں کی جائے گی صفحہ 62 اجودُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – محمد اصغر علی – مکتبہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاون فیصل آباد فصل ہے مطلق اور مقید کے بیان میں ہمارے علماءاحناف اس طرف گئے ہیں کہ قرآن کے لفظ مطلق کے اطلاق کے ساتھ جب عمل کرنا ممکن ہو تو خبر واحد اور قیاس کے ذریعہ اس پر زیادتی کرنا جائز نہیں ہو گا اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے قول میں ﴿ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ﴾ ہے پس مامور بہ مطلق غسل ہے لہٰذا اس پر حدیث کے ذریعہ، ترتیب، موالات اور تسمیہ کی شرط ہونے کی زیادتی نہیں کی جائے گی صفحہ 66 نُجُومُ الحواشی اردو شرح اُصولُ الشاشی – حسین احمد ہردواری – مکتبہ رحمانیہ لاہور یہ فیصل مطلق اور مقید کے بیان میں ہے ہمارے اصحاب (احناف) اس جانب گئے ہیں (یعنی ان کا مسلک یہ ہے) کہ کتاب اللہ کا مطلق جب اس کے اطلاق پر عمل کرنا ممکن ہو تو اس پر (کتاب اللہ کے مطلق پر) خبر واحد اور قیاس کے ذریعہ زیادتی جائز نہ ہو گی اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے قول فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ میں ہے پس مامور بہ مطلق غسل ہے (یعنی بلالحاظ قیودات نیت، ترتیب وغیرہ) لہٰذا اس پر خبر واحد کے ذریعہ نیت اور ترتیب اور موالات اور	29

	تسمیہ کی شرط کو زیادہ نہیں کیا جائے گا صفحہ 61 صفوۃ الحواشی شرح اُصولُ الشاشی – عبد الغفار – مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد یہ فصل مطلق اور مقید کے بیان میں ہے۔ ہمارے علمائے حنفیہ اس اصل کی طرف گئے ہیں کہ کتاب اللہ کا جو مطلق ہے جب اس کے اطلاق پر عمل کرنا ممکن ہو تو اس مطلق پر زیادتی کرنا خبر واحد یا قیاس کے ساتھ جائز نہیں ہو گا۔ اس کی مثال باری تعالیٰ کے فرمان ﴿ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ﴾ میں ہے پس جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ دھونا ہے مطلق طور پر۔ پس اس دھونے پر زیادہ نہیں کیا جائے گا نیت، ترتیب، موالات اور تسمیہ کی شرط کو خبر واحد کی وجہ سے http://www.mediafire.com/view/dazazy74hjelb7r/29_01_UsoolAshshashi-MutlaqParZidati_Urdu.pdf
30	الحسامي – حسام الدين محمد بن عمر الحسامي لأخسيكثي (المتوفى: 644هـ) ﴿ الزيادة على النص ﴾ والزيادة على النص نسخ عندنا خلافاً للشافعي رحمه الله؛ لأن بالزيادة يصير أصل المشروع بعض الحق، وما للبعض حكم الوجود فيما يجب حقاً لله؛ لأنه لا يقبل الوصف بالتجزّي، حتى أن المظاهر إذا مرض بعد ما صام شهراً فأطعم ثلاثين مسكيناً لم يجزه، فكانت الزيادة نسخاً من حيث المعنى، ولهذا لم يجعل علماؤنا رحمه الله قراءة الفاتحة ركناً في الصلاة بخبر الواحد؛ لأنه زيادة على النص، وأبو زيادة النفي حداً في زنا البكر، وزيادة الطهارة شرطاً في طواف الزيارة، وزيادة صفة الإيمان في رقبة الكفارة بخبر الواحد والقياس. صفحه 90 – 91 الحسامي في اصول الفقه – طبعه المطبع الحنفي سنه 1851 صفحه 174 – 176 الحسامي – مع شرح الحسامي العجب المسمي بالنامي – مكتبة البشرى كراتشي صفحه 185 – 187 الحسامي – مع شرح الحسامي العجب المسمي بالنامي – مير محمد كتب خانه كراتشي http://www.mediafire.com/view/cne08gyib00sc11/30_ALHussami-ZiadataAlalNass.pdf اور نص پر زیادتی ہمارے نزدیک نسخ ہے اختلاف ہے شافعی رحمہ اللہ کا اس لئے کہ زیادتی کی وجہ سے اصل مشروع (مزید علیہ) حق کا بعض ہو گا اور بعض کو وجود کا حکم نہیں ہے اس حکم میں جو واجب ہو اللہ تعالیٰ کا حق بنکر اس لئے کہ اللہ کا حق تجزی کے وصف کو قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ مظاہر جب بیمار ہو گیا تیس روزوں کے بعد پس اس نے تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیا تو یہ اس کو کفایت نہیں کرے گا تو یہ ہو گی زیادتی نسخ معنی کے اعتبار سے۔ اور اسی وجہ سے ہمارے علماء نے فاتحہ کی قراءت جو نماز میں رکن قرار دیا نہیں دیا خبر واحد سے اس لئے کہ یہ نص پر زیادتی ہے۔ اور انکار کیا ہے (ہمارے علماء نے) جلا وطنی کی زیادتی کا حد بنا کر بکر کی زنا میں اور طہارت کی زیادتی کا طواف زیارت میں شرط بنا کر اور صفت ایمان کی زیادتی کا کفارہ کے غلام میں خبر واحد یا قیاس سے۔ صفحہ 150 – 152 درس حسامی شرح اردو منتخب الحسامی – محمد یوسف تاؤلی – ایچ ایم سعید کمپنی کراچی http://www.mediafire.com/view/wjanwwha1c3qxr2/30_01_ALHussami-ZiadataAlalNass_Urdu.pdf
31	تقويم الأدلة في أصول الفقه – عبيد الله بن عمر عيسى أبي زيد الدبوسي الحنفي (المتوفى: 430هـ) ولهذا قال أبو حنيفة، وأبو يوسف: إن الطلاء إذا اشتد لم يحرم قليلة، وإن حرم كثيرة بصفة الإسكار، لأن القليل غير مسكر وماله حكم السكر بوجه، لأن السكر حكم والشرب بقدر معلوم علة، فلا يكون لبعضه حكم العلة. صفحه 234 – تقويم الأدلة في أصول الفقه – دار الكتب العلمية

	المغني في أصول الفقه – جلال الدين عمر بن محمد الخبازي (المتوفى: 691هـــ) وعند أبي حنيفة و أبي يوسف رحمه الله القليل من المثلّث لم يحرُمُ شربُه لأن بعض المسكر. امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مثلث سے کم پینا حرام نہیں کیونکہ وہ بعض مسکر ہے۔ صفحه 261 المغني في أصول الفقه – من مطبوعات جامعة أم القرى بمكة المكرمة أصول السرخسي – محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: 483هـــ) وعلى هَذَا قَالَ أَبُو حنيفَة وَأَبُو يُوسُف رحمهمَا الله شرب الْقَلِيل من الطلاء المثلث لَا يكون حَرَامًا لِأَن الْمحرم السكر بِالنَّصِّ وَشرب الْقَلِيل بعض الْعلَّة فِيمَا يحصل بِهِ السكر فَلَا يكون مُسكرا مجلد 02 صفحه 84 أصول السرخسي - دار الكتب العلمية أصول البزدوي – كنز الوصول الى معرفة الأصول – فخر الإسلام علي بن محمد البزدوي الحنفي (المتوفى: 482هـــ) وَلِهَذَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُمَا اللَّهُ: إنَّ الْقَلِيلَ مِنْ الْمُثَلَّثِ لَا يَحْرُمُ؛ لِأَنَّهُ بَعْضُ الْمُسْكِرِ وَلَيْسَ لِبَعْضِ الْعِلَّةِ حُكْمُ الْعِلَّةِ بِوَجْهٍ صفحه 227 – كنز الوصول إلى معرفة الأصول – أصول البزدوي – مير محمد كتب خانة مجلد 03 صفحه 291 – 292 كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي – دار الكتب العلمية مجلد 03 صفحه 1548 – الكافي شرح البزدوي – مكتبة الرشد http://www.mediafire.com/view/9yga6fhi6c4clyc/31_SharabHalal.pdf
32	تسهيل الوصول إلى علم الأصول – محمد عبد الرحمن عيد المحلاوي الحنفي (المتوفى: 1920م) وقد رد الحنفية بذلك أخبار صحيحة لما اقتضت زيادة على القرآن والزيادة نسخ ولا يجوز نسخ القرآن بخبر الواحد فردوا أحاديث تعيين الفاتحة في الصلاة وما ردد في الشاهد واليمين وما ورد في اشتراط النية في الوضوء اور حنفیہ نے اس وجہ سے ان احادیث صحیحہ کو رد کر دیا ہے جو قرآن پر زیادہ تھی (یعنی قرآن کے حکم پر اضافہ تھیں) اور یہ زیادتی نسخ ہے، اور خبر واحد سے نسخ جائز نہیں، لہٰذا نماز میں سورۃ فاتحہ کے تعین کی حدیث، اور ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرنے کی حدیث، اور وضو میں نیت کے شرط ہونے کی حدیث کو رد کر دیا۔ صفحه 137 تسهيل الوصول إلى علم الأصول – مطبعة مصطفي البابي الحلبي و اولاده بمصر http://www.mediafire.com/view/aao9a37oz9t470r/32_Malahwi-Radd-AhadeethSahihah.pdf
33	التقرير للترمذي – شيخ الهند محمود حسن ديوبندي – الطاف ايند سنز (المتوفى 1339هـــ الموافق 1920م) قوله ﴿باب في المصراة﴾ (حديث 1251) ذهب الإمام الشافعي إلى ظاهر الحديث، وقلنا برجوع النقصان، والحديث بظاهره يخالفنا، فأجيب عنه بوجوه: الأول ما أجاب صاحب نور الأنوار بأن: رواى الحديث أبو هريرة، وهو غير مجتهد، ورواية غير المجتهد متروك في مقابلة القياس. وقال شيخنا مد الله ظله: هذا الجواب من قبيل توجيه الكلام بما لا يرضي به قائله، فإن من دأب الإمام أبي حنيفة أنه يترك القياس في مقابلة قول الصحابي، فضلا عن أن يبين حديث النبي صلى الله عليه وسلم، كما صرح به محققون فإن من علمائنا.

الثاني ما أجاب ابن عمر بأن: الحديث منسوخ، وناسخه قوله صلى الله عليه وسلم، ﴿البيعان بالخيار ما لم يتفرقا ﴾ فلما حكم عليه السلام بانقطاع الخيار إلا لمن استثناه بقوله ﴿إلا بيع الخيار﴾ لأن المصراة من جملة العيوب، ورده الإمام الطحاوي: أن بيع المصراة داخل في ما استثناه عليه السلام بقوله ﴿إلا بيع الخيار﴾ لأن المصرة من جملة العيوب، ورد لمبيع بخيار العيب مشروع في الشرية، لا يقول أحد بنسخه.

الثالث مأأجاب عيسى بن أبان: بأن حكم حديث المصراة في وقت ما كان العقوبات يؤخذ بها الأموال، كما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم في الزكاة: ﴿من أدي طائعا فله أجرهام وإلا أخذناها منه، وشطر ماله غرمة من غرمات ربنا عزوجل﴾، وكما قال في سارق الثمرة التي لم يحزر: ﴿فإنه يضرب جلدات ويغرم مثلها﴾، ثم لما نسخ الله الربوا، وردت الأشياء إلى أمثالها، إن كان مثليا، فمثل، وإن كان من ذوات القيم، فقيمة، فنسخ حكم المصراة أيضاً، والعقوبة فيه هي أن يبقى اللبن عند المشتري، ويرد إلى البائع صاعا من طعام، ولا ينظر إلى أن صاعا من طعام هل يساوي اللبن أم لا؟ فلو كان اللبن زئدا من الطعام، وأضعابا مضاعفة، فيسلم إلى المشتري عقوبة للبائع الفاعل هذا الفعل الشنيع، و لم يرض أبو جعفر بهذا الجواب أيضاً.

الرابع ما أجاب الطحاوي: بسن الحديث منسوخ، ووجه النسخ أنه يخالف النصوص الصريحة من كلام الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم، ولقياس؛ بال الأقيسة.

أما كلام الله تعالى، فلقوله تعالى: ﴿ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ﴾ وأما كلام النبي صلى الله عليه وسلم، فقوله صلى الله عليه وسلم ونهيه عن بيع الدين بالدين، وفي المصراة بيع الدين بالدين، وجهه أن المشتري إذا حلب اللبن يومين أو ثلاثة أيام، وأهلكه، ثم رد الشاة على بائعه، ووجب الصاع من الطعام دينا في ذمته بدل اللبن الذي هلكه، فكان دينا عليه، فهذا بيع الدين، وقد عنه صلى الله عليه وسلم، وكذا يخالف قوله ﴿الخراج بالضمان، ولغنم بالغنم بالغنم﴾ فعلى مذهب الشافعي يلزم خلاف هذه النصوص، لأن الشاة لو هلكت مثلا في تلك الأيام الثلثة، لهكت من مال المشتري، وهذا بالاتفاق بينهم. فلما كان الضمان ولغرم على المشتري، فيجب أن يكون الخراج، ولغنم له عملا بالنصوص. كما لو اشترى رجل عبدا، واشتغله، ثم رده على بائعه فغلته لمشتري، وكذا لا اشترى شاة، وأحلب لبنها أياما، ثم ردت على البائع بعيب آخر، فاللبن للمشتري بلا شيء، فكذا فيما نحن فيه، نقول: اللبن للمشتري بلا شيء، وكذا يخالف قاعدة الضمان، لأن الضمان بالمثل، أعم من أن يكون صوريا أو معنويا، فصاع الطعام ليس مثلا صوريا للبن، وهذا ظاهر، ولا معنويا، لأن المثل معنوي عبارة عن قيمة الشيء، وصاع الطعام لا يساوي قيمة اللبن على كل حال، فإنه لم يفرق في الحديث أن الصاع لا يساوي قيمة لبن كل شاة، للتفاوات بين الباهما بالقلة والكثرة، فضلا أن يساوي لبن ثلاثة أيام، أو لبن الناقة والبقرة، وأيضا الحديث مخالف لمذهب الشافعي أيضا، لأن مذهبه أن يرد صاع التمر أو الشعير فقط لا غير، وفي الحديث أمر مطلق سوى السمراء في رواية أبي هريرة التي احتج بها، وأيضا الحديث مخالف لقواعد خيار العيب يتحقق فيها ثلثة صور: الأولى: أن يظهر عند المشتري عيب كان عند البائع بدون أن يحدث عند المشتري عيب، يتيعن الرد.

الثاني: أن يظهر عند المشتري عيب كان عند البائع، وقد حدث عيب في يد المشتري أيضا، ففي هذه الصورة لهما خيار، إما الرجوع بالنقصان، أو الرد.

الثالث: أن يزيد المشتري في لمبيع، مثلا اشتري ثوبا فخاط أو أصبغه، ففي هذا الصورة إن لم تراضيا على الرد، فليس للبائع أن يأخذ، لأن امتناع الرد ههنا الحق بعد؛ بل يتيعن الرجوع بالنقصان، فصورة الشاة صورة ثانية، لأنه حدث عيب عند المشتري، وهو إخراج اللبن عن الضرع، وكان معيبا بعيب كان عند البائع، فحكمها الرجوع بالنقصان، أو الرد إن تراضيا، لا الرد ورد صاع من التمرة، والشعير.

فيسبب ما ذكرناه من الوجوه تركنا حديث المصراة، والله أعلم، أو يقال: إن الحكم برد الشاة ورد تمر، أو صاع شعير معها ليس قضاءِ ووجوبا، بل تبرعا ومصالحة، يعني لما ظهر عيب عند المشتري، ورد المعيبة، فعليه أن يرد معها صاعا من طعام بدل ما انتفع بلبنها، لئلا يضيع مال أخيه المؤمن، فلا يخالف بهذا المعنى أبو حنيفة.

مجلد 01 صفحه 85 – 86 التقرير للترمذي – شيخ الهند محمود حسن ديوبندي – الطاف ايند سنز

مجلد 01 صفحه 50 التقرير للترمذي – شيخ الهند محمود حسن ديوبندي – مكتبه رحمانيه مجلد 01 صفحه 36 التقرير للترمذي – شيخ الهند محمود حسن ديوبندي – قديمي كتب خانه http://www.mediafire.com/view/7mdstixcnfes1eh/33_TaqreerTimizi-HadeethMusraat.pdf	
العرف الشذي شرح سنن الترمذي – محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي– الطاف ايند سنز (المتوفى 1353هـ الموافق 1933م) باب ما جاء في المصرّاة قال الشافعي وأحمد ومالك وأبو يوسف: إن في المصراة يجوز رد المبيع وصاع تمر، بدل اللبن، وعن أبي يوسف روايتان تحت وفاقه إياهم بأنه إما أن يرد المبيع وقيمة اللبن وإما أن يرده وصاع تمر، إحدى الروايتين في شرح أبي داود ومعالم السنن للخطابي، وثانيتهما في شرح مختصر الطحاوي للاسبيجابي، وقال أبو حنيفة: لا يجوز الرد، وأول من أجاب الطحاوي فعارض الحديث وأتى بحديث الخراج بالضمان وسنده قوي، أقول: إن هذا الجواب ليس بذاك القوي فإن في مسألة خيار العيب ثمانية أقسام، فإن الزيادة إما متولدة من المبيع أو غير متولدة، ثم إما منفصلة أو متصلة، وكلاهما إما قبل القبض أو بعده، وأما مصداق حديث «الخراج بالضمان» عندنا فهي الزيادة غير المتولدة وأما ما نحن فيه فالزيادة منفصلة متولدة فلا يجدي في الجواب، واتبع المتأخرون الطحاوي وأما الزيادة المتولدة المنفصلة أو عكس هذه الصورة فلا يرد البيع فيهما، وفيما نحن فيه من الصورة الأولى، فأقول: إن المذكور في عامة كتبنا هو حكم القضاء وأما ديانة فالرد واجب فيحمل الحديث على الديانة والحكم يكون وجوباً، وأما حكم الرد ديانة فمذكور في الوجيز والتهذيب والحاوي القدسي، وجمعت هذا المضمون في البيتين: بزيادة المنفصل المتولد ... أو عكسه متعيب لم يردد ثم في التهذيب والوجيز والحاوي الجواز بالتراضي يحمل فصار الخلاف في أنه حكم قضاءٍ أو ديانةٍ، والفرق في الديانة والقضاء عند الشافعية أيضاً، فإن في الصحيحين أن زوجة أبي سفيان استغاثت عنده بأنه لا يعطيني النفقة وأنه رجل شحيح، فأمره النبي – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – أن تأخذ من ماله قدر نفقتها ونفقة العيال، فقال بعض الشافعية: أَمْرُه فتوى، وقال بعضهم: إنه حكم القضاء، وأما وجه ما ادعيت من وجوب الرد ديانة فما في الفتح أن الفسخ في الغرر الفعلي واجب، وحمل مولانا الحديث على الاستحباب على أن الإقالة مستحبة إذا ندم أحدهما وأما ما ذكر صاحب المنار وغيره من أن حديث المصراة يرويه أبو هريرة وهو غير فقيه، ورواية الذي ليس بفقيه غير معتبر إذا كانت خلاف القياس، والقياس يقتضي بالفرق بين اللبن القليل والكثير، ولبن الناقة أو الشاة أو البقرة وغيرها من الأقيسة، فأقول: إن مثل هذا قابل الإسقاط من الكتب فإنه لا يقول به عالم وأيضاً هذه الضابطة لم ترد عن أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد ولكنها منسوبة إلى عيسى بن أبان، وذلك صنف كتاباً في بيع المصراة فذكر فيه كلاماً وزعمه الناس ضابطة فلا يقبل نسبتها إلى عيسى بن أبان أيضاً. حكي أنه وقع مناظرة بين حنفي وشافعي في مسجد رصافة في بغداد في مسألة المصراة، فقال الحنفي: لم يكن أبو هريرة قابل الاجتهاد و لم يكن فقيهاً إذ أسقطت عليه حية سوداء، فكان الحنفي يعدو لا تدعه الحية، فقيل له: استغفر من قولك، فاستغفر فتركته الحية، والله أعلم. مجلد 01 صفحه 548 العرف الشذي شرح سنن الترمذي – محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي– الطاف ايند سنز مجلد 01 صفحه 548 العرف الشذي شرح سنن الترمذي – محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي– مكتبه رحمانيه مجلد 01 صفحه 548 العرف الشذي شرح سنن الترمذي – محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي– قديمي كتب خانه http://www.mediafire.com/view/ialyo8kuku7bn0j/34_AnwarKashmeeri-HadeethMusraat.pdf	34

<table>
<tr><td></td><td></td></tr>
<tr><td>أصول الشاشي – نظام الدين أبو علي أحمد بن محمد بن إسحاق الشاشي (المتوفى: 344هـــ)
وَالْمَشْهُور مَا كَانَ أَوله كالآحاد ثمَّ اشْتهر فِي الْعَصْر الثَّانِي وَالثَّالِث وَتَلَقَّتْهُ الْأمة بِالْقبُولِ فَصَارَ كالمتواتر حَتَّى اتَّصل بك وَذَلِكَ مثل حَدِيث الْمسْح على الْخُف وَالرَّجم فِي بَاب الزِّنَا
صفحه 171 أصول الشاشي وبهامشه عمدة الحواشي – دار الكتب العلمية بيروت

صفحہ 101 اُصُول الشاشی کا مستند اردو ترجمہ – محمد مشتاق انبیھٹوی – مکتبۃُ العلم لاہور
مشہور وہ حدیث ہے کہ ابتداء میں اس کا سلسلہ اسناد و حدیث آحاد کے مانند ہو پھر عصر ثانی تابعین یا عصر ثالث تبع تابعین میں شہرت پاگئی ہو اور امت محمدیہ کے علماء نے اس کو قبول کر لیا ہو وہ قرن ثانی اور ثالث میں گویا متواتر ہو جاتی ہے اور بدستور تیسرے زمانہ تک وہی شہرت اور تواتر اس میں رہا ہے مثلاً موزوں پر مسح کرنے کی حدیث اور زنا کی سزا میں رجم کا ہونا یہ دونوں مشہور کے درجہ میں ہیں۔

صفحہ 300 اجمل الحواشی علی اُصُولُ الشاشی – جمیل احمد سکروڈھوی – دار الاشاعت کراچی
ترجمہ:۔۔۔۔اور مشہور وہ ہے جس کا اول احاد کی طرح ہو پھر دوسرے دور میں مشہور ہو گئی ہو اور امت نے اس کو قبول عام بخشا ہو پس متواتر کے مانند ہو گئی ہو حتیٰ کہ تیرے ساتھ متصل ہو اور یہ حدیث مسح علی الخفین اور باب زنا میں رجم کے مانند ہے
http://www.mediafire.com/view/b4366ntnkza8a2i/35_HadeethMashoor.pdf</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td></td></tr>
</table>